18/11 ✓ 18/10 ✗

ترجمان اسلام

نگرانِ اعلیٰ

مفتی محمودؒ

اسمٰعیل حسین مرزا کی
ناصر احمد [illegible]
مفتی محمود مدظلہ
کا تعلق دیکھو

لاہور

نظامِ شریعت کانفرنس

• میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مقدس مہینہ میں اسلامیانِ پاکستان، نظامِ شریعت کے عملی نفاذ کی جدوجہد کا عہد کریں گے۔

• فرنگی کے معاشی، معاشرتی، سیاسی قانونی، تعلیمی اور تہذیبی نظام پر فیصلہ کن ضرب لگائی جائے گی۔

• علماء کرام، طلبہ، وکلاء، تاجر، مزدور، کسان اور دیگر طبقوں کے مابین اخوت و محبت اور یگانگت کا شاندار مظاہرہ ہوگا۔

۲۱-۲۲-۲۳ مارچ

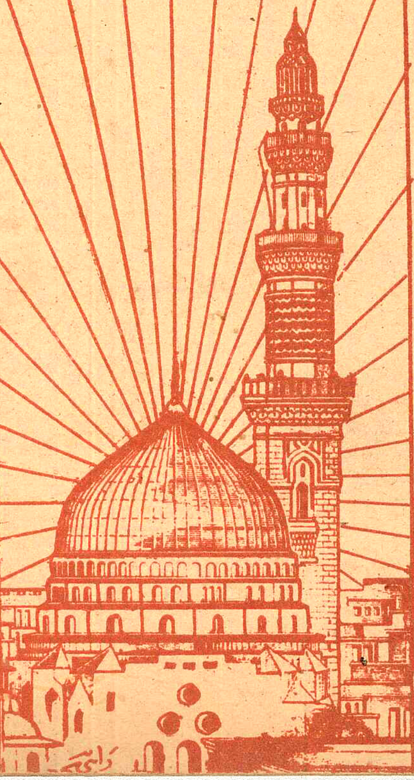

نظامِ شریعت

ہے مقصد ہمارا نظام شریعت!
ہمیں! جاں سے پیارا نظامِ شریعت

شریفوں کا حامی، رذیلوں کا دشمن
غریبوں کا چارا نظامِ شریعت

اس ارضِ مقدّس میں اے ناخداؤ!
چلاؤ خدا را، نظامِ شریعت

تمہیں! دین، اسلام کو کہنے والو
نہیں کیوں گوارا نظام شریعت

لٹیروں، قزاقوں سے اور رہزنوں سے
محافظ تمہارا نظام شریعت

سنو! ظلمتِ شب میں چکرانے والو!
ہے روشن ستارا نظام شریعت

نظام شریعت سے مایوس کیوں ہو؟
فقط ہے کنارا نظام شریعت

بھنور سے نکل جائے کشتی وطن کی!
جو ہو آشکارا، نظام شریعت

ہم اس کے سوا جانتے ہی نہیں کچھ
ہمارا ہے نعرا نظام شریعت

ہمارا ہے نعرہ نظامِ شریعة

اکرام القادری

ہفت روزہ
ترجمان اسلام

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۱۱

جمعۃ المبارک ۳۰ صفر المظفر ۹۴ھ ، مارچ

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلسِ ادارت
ڈاکٹر احمد حسین کمال
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ ——— ۳۸ روپے
ششماہی ——— ۱۹ روپے
سہ ماہی ——— ۹/۵۰

فی پرچہ
۷۵ پیسے

اکرام القادری

اداریہ

قومی اسمبلی کا بائیکاٹ اور "مذاکرات"

حزبِ اختلاف کی طرف سے قومی اسمبلی کا بائیکاٹ ختم کرنے کے سلسلے میں اپوزیشن اور اربابِ حکومت کے درمیان جو مذاکرات ہوئے ہیں ابھی تک ان کے مثبت نتائج برآمد نہیں ہو سکے۔ قائدِ حزبِ اختلاف مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ حزبِ اختلاف اس وقت تک قومی اسمبلی کا بائیکاٹ جاری رکھے گی جب تک مذاکرات کے مثبت نتائج برآمد نہیں ہوتے اور ہمارے مطالبات مکمل طور پر تسلیم نہیں کیے جاتے۔ حکومت نے ۲۵ مارچ کو قومی اسمبلی کا اجلاس بلانے کا اعلان کیا ہے، مگر اپوزیشن تاحال اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہونے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔

اپوزیشن اربابِ حکومت سے کیا منوانا چاہتی ہے؟ مطالبات کیا ہیں؟ مطالبات کا تعلق اپوزیشن کے ذاتی و حزبی مفاد سے ہے؟ یا عوام کے حقوق سے؟ کہیں اپوزیشن حکومت پر ضرورت سے زیادہ دباؤ تو نہیں ڈال رہی۔ یہ تمام باتیں ایک حد تک اخبارات میں آچکی ہیں۔ ہمارے نزدیک اپوزیشن کی شرائط و مطالبات نہایت ہی معقول و معتدل اور مثبت ہیں۔ فی الحال اپوزیشن جو کچھ چاہتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ حکومت نے ۶ مارچ کو اپوزیشن کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا وہ اس کی پاسداری کرے۔ معاہدے کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ اسمبلی کے اجلاس سے چودہ دن قبل اور چودہ دن بعد تک کسی رکنِ اسمبلی کو گرفتار نہ کیا جائے۔ اور گرفتار شدہ ممبرانِ اسمبلی کو اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہونے کی سہولت فراہم کی جائے۔ تاکہ وہ اپنے حلقہ کے عوام کی نمایندگی کا فرض ادا کر سکے۔ یہ معاہدہ اس لحاظ سے بھی اہم تھا کہ اسے ایوان نے باہمی رضامندی اور خوش دلی سے منظور کیا تھا، مگر افسوس کہ حکومت نے اس معقول و مثبت معاہدے کی یک طرفہ تنسیخ کا عملی اعلان کر کے نہ صرف اپوزیشن سے مذاق کیا ہے بلکہ ایوان کی بھی توہین کی ہے۔ معاہدے کی ابھی سیاہی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ شیرپاؤ کے قتل کی آڑ لے کر آئین میں من مانی اور مکروہ ترامیم کا سوانگ رچایا گیا اور اسیر اراکینِ اسمبلی کو رہا کرنے کی بجائے قائدِ حزبِ اختلاف سمیت مزید ممبرانِ اسمبلی و سینیٹرز گرفتار کر لیے گئے اور اس طرح معاہدہ کے فوراً بعد اس کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیری گئیں۔ حکومت کی اس کھلی ہوئی معاہدہ شکنی و خلاف ورزی کے بعد اپوزیشن کے پاس چارا ہی کیا تھا کہ وہ اسمبلی کا بائیکاٹ کر کے اظہارِ ناراضگی نہ کرتی؟

ہمیں حکومت کی اس عہد شکنی پر قطعاً تعجب نہیں۔ کیونکہ موجودہ حکومت ہمیشہ سے اسی قسم کا کھیل کھیلتی رہی ہے۔ جمعیۃ اور نیپ سے سہ فریقی معاہدہ کرنے کے بعد "عوامی حکومت" نے جو کچھ کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مری مذاکرات میں جو کچھ طے پایا اور اس کے بعد حکومت نے جس طرح سے ایفاءِ عہد کیا وہ بھی عیاں راچہ بیاں کا مصداق ہے، لیکن اپنی سابقہ روایات سے اجتناب کرتے ہوئے ملکی صورتِ حال کے پیشِ نظر اگر حکومت موجودہ معاہدہ کی پابندی کرتی تو یہ ملک و ملت کے لیے ہی نہیں بلکہ خود حکومت کے لیے بھی مفید و بہتر ہوتا۔

کس قدر مضحکہ خیز حرکت ہے کہ "عوامی حکمران" جمہوریت جمہوریت کا راگ الاپتے رہتے ہیں اور فسطائیت کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ یک جماعتی نظام کے نفاذ کی تردید کرتے رہتے ہیں اور فیصلے فرد واحد کی مرضی سے ہو رہے ہیں۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ملک کی مشینری کے تمام کل پُرزے ایک شخص کی خواہش کے تابع ہیں۔

ملک ان دنوں جن خطرات سے دوچار ہے ان کا تقاضہ یہ ہے کہ داخلی انتشار کو ہوا نہ دی جائے تاریخ گواہ ہے کہ داخلی انتشار ہمیشہ تباہی و بربادی پر منتج ہوتا ہے۔ اس وقت سامراجی طاقتیں ہر لمحہ پاکستان کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی فکر میں ہیں۔

ہم ارباب اختیار کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ وہ خرمستیوں اور مدہوشیوں کو خیرباد کہ کر باہمی اعتماد بحال کرنے کی کوشش کریں۔ ماضی کے تجربات سے سبق حاصل کریں۔ پاکستان گزشتہ حکمرانوں کی انہی من مانیوں اور کہہ مکرنیوں کی وجہ سے دولخت ہوا، مسٹر بھٹو سوچیں کہ کیا ان کے پیشرو ایوب خان اور یحییٰ خان یہی کچھ نہیں کرتے رہے جو کچھ وہ آج خود کر رہے ہیں؟ جس آمریت کے خلاف تحریک چلا کر بھٹو صاحب اقتدار میں آتے ہیں کیا وہ موجودہ آمریت سے کچھ زیادہ تھی؟ ہر طرف ظلم و بربریت کا دور دورہ ہے۔ ایک عام آدمی کے لیے جینا مشکل ہو کر رہ گیا ہے۔ نت نئے مسائل دانستہ کھڑے کیے جا رہے ہیں۔ بقول مولانا مفتی محمود "پاکستان مسائلستان ہو کر رہ گیا ہے"۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح سے دراز ہوتا رہا تو ملک کی کشتی ایسے گرداب کا شکار ہو جائے گی جہاں سے نکلنا پھر حزب اقتدار کے بس میں ہوگا نہ حزب اختلاف کے۔

اسلامیات کی جگہ موسیقی

موجودہ حکومت کی مثال ایسے اونٹ کی ہے جس کی کوئی کل سیدھی نہ ہو۔ حکومت کے آئے دن کے غلط فیصلوں نے ہر خاص و عام کو اس حد تک مایوس کر دیا ہے کہ اب ہر شخص کی زبان پر بے ساختہ یہ جملہ آجاتا ہے کہ خدایا اس ملک کا کیا ہونے والا ہے۔ اوّل تو "عوامی حکومت" نے اپنے دور اقتدار میں ملک و قوم کے حق میں مفید فیصلے کیے ہی نہیں اور اگر ایک آدھ فیصلہ اپوزیشن اور عوام کے دباؤ سے کیا بھی ہے تو اس پر عمل نہیں کیا۔

بے شمار غلط فہمیوں کے علاوہ حکومت نے تازہ فیصلہ یہ کیا ہے کہ تعلیمی نصاب میں اسلامیات کی جگہ موسیقی کو لایا جائے۔ طرّہ یہ کہ اس مکروہ فیصلہ کو نظریہ پاکستان سے طلبار کو روشناس کرانے کا نام دیا گیا ہے۔ اسے کہتے ہیں خرد کا نام جنوں اور جنوں کا نام خرد رکھنا۔ نظریہ پاکستان اگر موسیقی میں مہارت کا نام ہے تو پھر تسلیم کرنا ہوگا کہ تمام گویّے اور بھانڈ سب سے زیادہ نظریہ پاکستان کے حامی ہیں۔ بلکہ ہندوستان میں موسیقی کا زیادہ غلغلہ ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے ہندوستان ہم سے زیادہ نظریہ پاکستان کا حامی ٹھہرا۔ !!!

بایں عقل و دانش ببایدگریست۔

ہم ارباب اقتدار کو متنبہ کرتے ہیں کہ چند روزہ اقتدار کے نشہ میں بدمست ہو کر دائمی تباہی کو دعوت نہ دیں۔ یہ عروج بہت جلد زوال کا باعث بن سکتا ہے۔ اسلام تمہیں عزیز نہیں نہ سہی، لیکن کم از کم ان کروڑوں اسلامیان پاکستان کے جذبات سے نہ کھیلا جائے جو اسلام کے لیے اپنا سب کچھ لٹا دینے کے لیے تیار ہیں اور جنہوں نے اسلام کے نام پر اپنا مال و جان قربان کر کے سرحد عبور کی تھی۔ ابھی وہ مائیں زندہ ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنے جگر گوشوں کو کٹوایا تھا۔ ابھی وہ باپ بقید حیات ہیں جن کے لخت دل ان کی آنکھوں کے سامنے خاک و خون میں تڑپے تھے۔ ابھی وہ عصمت مآب بیویاں موجود ہیں جنہوں نے اسلام کے لیے اپنے سہاگ اجڑوائے تھے۔ ابھی وہ بہنیں موجود ہیں جن کے بھائی اسلام پر فدا ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کی نیند سو گئے تھے۔ مسٹر بھٹو اور ان کی ٹیم کے دوسرے کھلاڑی اگر بچوں کو اسلامیات کی جگہ موسیقی پڑھانا چاہتے ہیں تو وہ شوق سے پڑھائیں۔ کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ لیکن انہیں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اسلامیات کو بطور مضمون رکھنے والے مسلمان بچوں کو اسلامیات پڑھنے سے باز رکھیں۔ مادی فوائد کے اعتبار سے اسلامیات کی ثانوی حیثیت کے باوجود مسلمان بچوں کی اکثریت اسلام سے والہانہ عقیدت کی وجہ سے اسلامیات میں امتحان کو ترجیح دیتے ہیں۔

ہم محکمہ تعلیم کے ارباب حل و عقد سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس غیر دانشمندانہ اور ملحدانہ فیصلہ کو فوراً منسوخ کر کے کروڑوں اسلامیان پاکستان کو مطمئن کرے۔

"ترجمان اسلام"
کا آئندہ شمارہ شہید اسلام
سیّد شمس الدینؒ
شہید نمبر
ہوگا۔
ایجنٹ حضرات
مطلوبہ تعداد
سے
جلد آگاہ
فرمائیں۔
ادارہ

مرسلہ: ڈاکٹر احمد حسین کمال

اسرائیل، امریکہ اور

عالمِ عرب

مشرق وسطیٰ کی نئی صورت حال کے بارے میں متضاد خبریں آرہی ہیں۔ مغربی ابلاغ عامہ کے ادارے اور بعض دیگر حلقے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور جنگ مشرق وسطیٰ کو اپنی لپیٹ میں لینے والی ہے۔ صدر فورڈ کی حالیہ دھمکی نے اس تاثر کو خاصی تقویت پہونچائی ہے اور جب سے ساتویں امریکی بحری بیڑے کی نقل و حرکت کی خبریں موصول ہوئی ہیں لوگوں میں تشویش خاصی بڑھ گئی ہے۔ یہ تشویش کچھ بے جا بھی نہیں کیونکہ مشرق وسطیٰ میں جنگ کا مطلب امن اور مفاہمت کے اس عمل میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف ہے جو عالمی سطح پر جاری وساری ہے اور جس کی وجہ سے عالمی جنگ کے خطرے میں نمایاں کمی واقع ہوتی ہے۔

ایک طرف صدر فورڈ کی دھمکی سے پیدا شدہ صورت حال اہمیت کی حامل ہے۔ دوسری جانب مشرق وسطیٰ کے مسئلے کو حل کرنے کی غرض سے جنیوا کانفرنس کے دوبارہ انعقاد کی کوششیں زور شور سے جاری ہیں۔ گذشتہ دنوں سوویٹ وزیر خارجہ آندرے گرومیکو اور مصر کے صدر انور سادات میں مذاکرات کے بعد جاری ہونے والے مشترکہ اعلامیہ میں جنیوا کانفرنس کے جلد از جلد انعقاد پر زور دیا گیا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق سوویت وزیر خارجہ ۱۷ فروری کو جنیوا پہونچ رہے ہیں تاکہ امریکی وزیر خارجہ ہنری کیسنجر سے جنیوا کانفرنس کے سوال پر بات چیت کر سکیں۔ مبصرین کا خیال ہے مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لیے یہ ملاقات خاصی مددگار ثابت ہوگی۔

اس سے بیشتر کہ ہم مشرق وسطیٰ میں جنگ یا امن کے امکانات کا جائزہ لیں، یہ بہتر ہوگا کہ ان عوامل کا اجمالی جائزہ لے لیا جائے جو فساد کی اصل جڑ ہیں اور جن کی وجہ سے مشرق وسطیٰ کا تنازعہ پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے۔ کوئی بھی شخص نیک نیتی سے اس مسئلہ میں غور کرے تو اسی نتیجے پر پہنچے گا کہ مشرق وسطیٰ کے تیل پر قبضہ برقرار رکھنے کی خواہش سامراجی ملکوں کو اسرائیل کی پشت پناہی پر مجبور کرتی ہے اور یہیں سے جھگڑے کا آغاز ہوتا ہے۔ اسرائیل کی موجودہ حیثیت ایک ایسی چوکی کے مانند ہے جہاں سے ترقی پسند عرب ریاستوں اور عمومی طور پر قومی آزادی کی اس ساری تحریک کو نشانہ بنایا جاتا ہے جو آج نئی کامیابیوں سے ہمکنار ہو رہی ہے۔ مشرق وسطیٰ کی سرزمین صحیح معنوں میں سونا اگلتی ہے۔ دنیا بھر میں جو تیل کے ذخائر ہیں ان کا ۶۵ فی صد حصہ یہاں پایا جاتا ہے۔ پھر یہ تیل بہت سستا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے تیل کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے محض یہ بتانا کافی ہے کہ مغربی یورپ کی ۷۰ فی صدی اور جاپان کی ۸۵ فیصدی ضروریات اس سے پوری ہوتی ہیں۔ اس طرح امریکہ کا بھی بڑی حد تک اس پر انحصار ہے۔

چنانچہ ۱۹۷۲ء میں امریکہ نے ۲۱ کروڑ ٹن تیل درآمد کیا تھا، جب کہ ۱۹۷۳ء میں یہ مقدار ۳۰ کروڑ ٹن تک جا پہونچی تھی۔ مشرق وسطیٰ کے تیل کی پیداوار کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ عراق میں ایک کنویں سے روزانہ دس ہزار بیرل تیل نکالا جا سکتا ہے۔ سعودی عرب میں سات ہزار بیرل جب کہ امریکہ میں صرف ۱۲ بیرل اور یہی وجہ ہے کہ مغربی دنیا کے پالیسی ساز ادارے مشرق وسطیٰ کو بنیادی حیثیت دے رہے ہیں۔ ان ملکوں کی ساری معیشت اس سیال سونے کے رحم وکرم پر ہے جسے بعض "گستاخ" عرب رہنما عوام کے قبضے میں دینے کے درپے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں تیل کی صنعت میں سرمایہ کاری دیگر صنعتوں میں سرمایہ کاری کے مقابلے میں بہت منفعت بخش کاروبار ہے۔ یہاں تیل نکالنا اتنا آسان ہے کہ امریکہ میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ عراق میں ایک بیرل تیل نکالنے میں ۶۷ ڈالر صرف کرنے پڑتے ہیں۔ لیبیا میں ۱۴۹ ڈالر، سعودی عرب میں ۱۶۰ ڈالر اور ان ملکوں کے مقابلے میں امریکہ میں ایک بیرل تیل نکالنے پر ۳۱۵۵ ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔ سچی بات ہے کہ مشرق وسطیٰ کا تیل اس پرندے کے مانند ہے جس میں سرمایہ دار دنیا کی جان اٹکی ہوئی ہے۔ یہ چڑیا ناراض ہو گئی، جس کا معمولی سا مظاہرہ ہم دیکھ چکے ہیں، تو سرمایہ دار کیمپ کی ساری

شان و شوکت خاک میں مل جائے گی۔ صرف ۱۹۷۳ء میں مغربی اجارہ داریوں نے یہاں سے ۹½ ارب ڈالر کمائے ہیں۔

سامراجی ملکوں کے اقتصادی مفادات واضح ہو جانے کے بعد ان کی جانب سے اسرائیل کی پشت پناہی کی اصل وجہ سمجھ میں آجاتی ہے۔ اسرائیل کا جارحانہ اور توسیع پسندانہ کردار سب کے سامنے عیاں ہے۔ ۱۹۴۸ء کے مقابلے میں آج کا اسرائیل ۵ء۲ گنا زیادہ رقبے پر محیط ہے۔

تاہم اکتوبر ۱۹۷۳ء کی جنگ کے بعد اسرائیل کا وہ بھرم ختم ہو گیا ہے جو مغربی پریس نے بڑی کوششوں کے بعد بنایا تھا۔ اس جنگ میں اسرائیلی فضائیہ کا دو تہائی حصہ تباہ ہو گیا اور اس طرح اس کی برتری کی کہانی باطل ثابت ہو گئی۔ اس کے علاوہ عرب ملکوں نے تیل کا ہتھیار استعمال کر کے براہ راست ان قوتوں پر ضرب لگائی جو اسرائیل کی پشت پناہی کرتے آئے ہیں۔ یہ سامراجی اجارہ داریاں ہیں۔ سوشلسٹ کیمپ کی مدد اور عربوں کے اتحاد کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج نہر سوئیز کے دونوں کناروں پر مصر کا قبضہ ہے۔ خیال ہے کہ مصر کی معیشت کا ۸۰ فیصدی انحصار نہر سوئیز پر ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ تیل کے ہتھیار کی وجہ سے سرمایہ دار دنیا شدید قسم کے بحران سے دوچار ہو گئی ہے۔ لہذا بہت سے وہ ممالک جو اسرائیل کی تائید و حمایت کرتے آئے ہیں مشرق وسطیٰ کے تنازعہ کو جلد از جلد حل کرانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کہ صدر فورڈ کی دھمکی پر مغربی یورپی ملکوں اور جاپان وغیرہ میں مختلف ردعمل ہوا ہے۔ فرانس اور اٹلی نے کھلم کھلا اس بیان سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا ہے اور مغربی جرمنی نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اگر عرب ملکوں کے خلاف فوجی کارروائی کی گئی تو وہ اپنے ہوائی اڈے امریکیوں کو استعمال کرنے نہیں دے گا۔ امریکی ہفت روزہ "نیوز ویک" نے بھی یہ پیش گوئی کی ہے کہ امریکہ نے اگر طاقت استعمال کی تو اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

یہ ہے مختصراً وہ پس منظر جس کی روشنی میں ہم مشرق وسطیٰ میں جنگ یا امن کے امکانات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ صرف وہ قوتیں جن کے مفادات سامراجی اجارہ داریوں سے وابستہ ہیں یا وہ عناصر جو عربوں اور سوشلسٹ ملکوں کے درمیان موجودہ تعلقات کو بگاڑنے کے متمنی ہیں، مشرق وسطیٰ میں جنگ اور کشیدگی کی آگ بھڑکانے کی کوششیں کر رہے ہیں "نیوز ویک" نے بعض بائیں بازو کے انتہا پسندوں کے عمل پر مسرت کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ روس اور عربوں کے موجودہ تعلقات اگر خراب ہو جائیں تو شاید عرب ملکوں اور امریکہ میں کسی قسم کا سمجھوتہ طے پا جاتے۔ تاہم یہ خواہش پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔

اب جب کہ جنیوا کانفرنس کے ازسرنو انعقاد کے امکانات روشن ہو رہے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ امن مذاکرات کی مخالفت تمام قوتوں پر خواہ وہ سامراجی ہوں یا بائیں بازو کی انتہا پسند قوتیں، کڑی نظر رکھی جائے۔ مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن کا قیام ساری نوعِ انسانی کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ جیسا کہ مغربی جرمنی کے اخبار "ڈائی ویلٹ" کا کہنا ہے کہ "مشرق وسطیٰ کا بحران کیوبا، برلن اور ویت نام کے مقابلے میں دس گنا زیادہ دھماکہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔"

مشرق وسطیٰ کے امن مذاکرات ابھی تک عربوں کے حق میں جا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک طرف نہر سوئیز کے دونوں کناروں پر مصر کا کنٹرول قائم ہو گیا ہے۔ دوسری جانب ۳۱ مئی ۱۹۷۴ء کو شام اور اسرائیل کے درمیان ہونے والے معاہدے کے نتیجے میں جو کہ جنیوا کانفرنس کے اصولوں کے تحت طے پاتے، اسرائیل کو نہ صرف ان علاقوں کو خالی کرنا پڑا جو اس نے ۱۹۷۳ء کی جنگ میں ہتھیائے تھے، بلکہ ۱۹۶۷ء کی جنگ کے دوران جن علاقوں پر اسرائیل نے قبضہ کیا تھا اس کے بھی بعض حصوں کا انخلاء عمل میں آیا۔ یہ عربوں کی ایک اہم کامیابی ہے۔ سوویت۔مصری مشترکہ اعلامیہ میں اس امر پر بھی زور دیا گیا ہے کہ جنیوا مذاکرات میں تنظیم آزادیٔ فلسطین (P.L.O) کو بھی برابری کی بنیاد پر مدعو کیا جائے۔ گذشتہ دو برسوں میں عربوں نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں ان میں ایک بڑی کامیابی یہ ہے کہ تنظیم آزادیٔ فلسطین کو اقوام متحدہ نے تسلیم کر لیا ہے اور اس طرح فلسطین کی اصل نمائندہ تنظیم بہت ابھر کر سامنے آئی ہے۔ یہ واضح ہو گیا ہے کہ جب تک فلسطینی عوام کے حقوق تسلیم نہیں کیے جاتے، مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن کا قیام ممکن نہیں ہے۔

اسرائیل اور امریکہ جیسے کارآزمودہ جارحیت پسندوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ جنگ مسائل کو حل کرنے کا ذریعہ نہیں ہے۔ امریکہ ویت نام میں یہ تلخ تجربہ کر چکا ہے اور اسرائیل مشرق وسطیٰ میں اس کو بار بار دہرا چکا ہے جس کے نتیجے میں امریکہ کے حصہ میں عالمگیر رسوائی کے سوا کچھ نہ آیا اور اسرائیل رسوا تو ہوا ہی لیکن سیاسی طور پر الگ تھلگ ہو کر بھی رہ گیا۔

اقوام متحدہ کا رکن ہونے کی حیثیت سے دیگر تمام رکن ممالک کی طرح اسرائیل بھی اس عالمی ادارے کے منشور پر سختی سے کاربند رہنے کا پابند ہے اور اقوام متحدہ کے منشور کا یہ بنیادی اصول ہے کہ جارحیت کے ذریعہ کسی ملک کے علاقے پر غاصبانہ قبضے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ایسی صورت میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مشرق وسطیٰ کے مسئلے کو صرف سلامتی کونسل کی متعلقہ قراردادوں پر عمل کر کے ہی پُرامن اور منصفانہ طور پر حل کیا جا سکتا ہے۔

اکتوبر ۱۹۷۳ء کی جنگ کے بعد کی صورت حال سے اس قسم کے سمجھوتے کے امکانات روشن ہو گئے تھے جس کا ثبوت جنیوا کانفرنس کے نتیجے میں کی گئی کارروائیوں سے ملتا ہے، لیکن صیہونی اسرائیل کی نیت کا فتور رنگ لایا اور "خاموش" حکمت عملی کے ذریعہ

باقی ص۱۱ پر

مدینہ یونیورسٹی میں

قائدِ جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب کا خطاب

اصحابِ عزیمت

الحمدللہ اب بھی اس دور میں ایسے آدمی موجود ہیں جو حق کے لیے چٹان کی طرح اپنے اسلامی عزم میں پختہ ہیں۔ آسمان نیچے آسکتا ہے۔ زمین اوپر ہوسکتی ہے، لیکن ان اصحاب عزم کو مختلف جاہ و جلال اور دنیوی لالچ کے بدلے خریدا نہیں جاسکتا۔

قادیانی مسئلہ اور قومی اسمبلی

اب یہ قادیانی مسئلہ دستور میں آگیا۔ اب مرزائیوں کے کفر میں کسی کو شک نہیں رہا۔ الحمدللہ وہ تمام سوراخ بند کر دیئے جن سے یہ لوگ اپنے لیے اپنی حفاظت کر سکتے تھے۔ گورنمنٹ کی نمائندگی وزیر قانون جناب پیرزادہ کر رہے تھے۔ لا سیکرٹری بھٹو صاحب خود بھی بیرسٹر ہیں۔ مجھے ۸ ستمبر کو پنجاب کے ایک بہت بڑے وکیل نے مبارک باد دی اور کہا کہ مسئلہ کی کامیابی کی مبارک نہیں دیتا۔ مجھے تو ساری رات یہ خطرہ تھا کہ ان چھ آدمیوں میں وکیل نہیں ہے جو ختم نبوت کے تحفظ کے نمائندے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں دستور میں کوئی ایک نکتہ رکھ دیں جن میں ان کے لیے بچاؤ ہو۔ صبح جب میں نے مسودہ پڑھا تو از حد اطمینان ہوا۔ یہ بہت بڑا مشکل تھا۔ اکثر ممبر دین سے بے خبر ہوتے ہیں وہ مختلف ذرائع سے انتخاب جیتنے کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان کی تعریف اتنی وسیع ہونی چاہیے کہ ان کو بھی شامل ہو جائے۔ وہ اکثر کہتے تھے کہ مسلمان وہ ہے جو اپنے کو مسلمان کہتا ہو اور استدلال بھی عجیب ہے ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ مرزائی بھی اپنے دلائل پیش کریں تاکہ وہ یہ حجت نہ کر سکیں کہ ہمارے دلائل سننے کے بغیر فیصلہ کیا گیا۔

آپ کو اندازہ لگانا چاہیے کہ ہمارے ممبرن کا مبلغ علم کیا ہے۔ جب مرزائی حضرات کو سفید داڑھی اور طرے دار پگڑی اور پاکستانی لباس میں دیکھا تو انہوں نے سمجھا کہ یہ داڑھی والے، سفید پگڑی والے کیسے کافر ہو سکتے ہیں اور جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی زبان پر لاتے تو پورے ادب سے درود شریف بھی پڑھتے۔ قرآن مجید کی آیت بھی پڑھ لیتے تھے تو اکثر ممبر کہتے تھے کہ جب یہ درود بھیجتے ہیں اور آیتیں پڑھتے ہیں تو یہ کافر کیسے ہو سکتے ہیں ایسے ماحول میں جب کہ ممبروں کے رخ بالکل مخالف تھے۔ ان کے دماغ کو تبدیل کرنا ایک مشکل مسئلہ تھا، لیکن جب ان کا بیان ختم ہوا تو ہماری طرف سے ۱۳ دن جرح ہوتی رہی۔ ۱۱ دن جرح ربوہ کے گروپ پر اور دو دن جرح لاہوری پارٹی پر ہوتی رہی۔ مجموعہ آٹھ گھنٹے روزانہ جرح وتنقید ہوتی رہی۔ ہمارا کام پہلے ہی دن بن گیا تھا۔ ہم نے پہلے سوال کیا کہ مرزا غلام احمد کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ امتی نبی تھے۔ امتی نبی کا معنی یہ ہے کہ امت محمدیہ کا وہ فرد جو آپ کی کامل اتباع سے نبوت کا مقام حاصل کرلے۔

پھر ہم نے پوچھا کہ اس پر وحی بھی آتی ہے؟ چونکہ ہمارے ساتھ مرزا کی تمام کتابیں موجود تھیں جگہ جگہ ہم نے نشانات لگائے تھے تاکہ حوالے نکالنے میں آسانی ہو۔ مرزا کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے بارش کی طرح۔ کیا مرزا کی وحی میں خطا کا بھی احتمال ہوسکتا ہے؟ کیا کوئی غلطی نہیں ہوسکتی، کیونکہ مرزا نے لکھا ہے کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا یقین ہے جیسا کہ قرآن پر۔ اور اس نے لکھا ہے کہ جو شخص اس پر ایمان نہیں لاتا (خواہ اس کو میرا نام نہ پہونچا ہو) کافر ہے پکا کافر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

مرزا کی اس عبارت سے تو سارے مسلمان کافر ہوتے۔ ممبر بھی یہ گفتگو سن رہے تھے۔ اس عبارت سے تو ستر کروڑ مسلمان سب کافر بنتے ہیں۔ مرزائیت کے نمائندوں نے جواب دیا کہ کافر تو ہیں، لیکن چھوٹے کافر ہیں۔ انہوں نے امام بخاریؒ کا حوالہ بیان کیا: کفرٌ دون کفرٍ سے استدلال کیا۔ درحقیقت ہم بھی اس کے قائل ہیں کہ کفر کے مختلف مراتب ہیں، لیکن اس مسئلہ کو ہم نے طول نہیں دیا۔ ہم نے دریافت کیا کہ آگے جو مرزا نے لکھا ہے پکا کافر پھر انہوں نے جواب دیا کہ اپنے کفر میں پکے ہیں۔ پھر ہم نے کہا کہ آگے لکھا ہے: "دائرۂ اسلام سے خارج ہے" حالانکہ چھوٹا کفر ملت سے خارج ہونے کا سبب

نہیں بنتا۔ پھر انہوں نے تاویل کی کہ دائرۂ اسلام کے کئی دوائر ہیں اور مختلف کیٹیگریاں ہیں۔ اگر بعض سے نکل گیا تو بعض سے نہیں نکلا۔ ایک جگہ اس نے لکھا ہے جہنمی بھی ہے۔ ممبروں نے جب یہ سنا تو سب کے کان کھڑے ہو گئے کہ اچھا ہم جہنمی ہیں اس سے ممبروں کو دھکا لگا وہ سمجھ گئے کہ ہم تو ان کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ہمیں یہ کافر قرار دیتے ہیں۔ اگر وہ حق پر ہیں تو ہم مسلمان نہیں رہے۔ ان کے حق میں ووٹ دینا تو اپنے کفر پر ووٹ دینا ہے۔ اب فیصلہ اس کا ہے کہ یا وہ کافر ہیں یا ہم۔ مرزائی تو ان کے اس درجے کے محبوب نہیں تھے کہ ان کے لیے خود کو تو کافر قرار دیں اور ان کو مسلمان بنائیں پھر ہم نے پوچھا کہ ان سے پہلے بھی کوئی اور آیا ہے جو امتی نبی ہو۔ کیا حضرت صدیق اکبرؓ "امتی نبی" تھے؟ حضرت عمر فاروقؓ بھی کیا "امتی نبی" تھے؟ یہ بشارت ایک ہی کے لیے تھی؟

انیک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

پھر ہم نے پوچھا کہ قیامت تک اور کوئی نبی امتی آئے گا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم نے کہا پھر تو اس کے مرنے کے بعد آپ کا اور ہمارا عقیدہ ایک ہو گیا کہ ظلی، بروزی، مستقل، امتی نبی وغیرہ نبی نہیں تو جو تصور ہمارا ہے خاتم النبیین کے بارے میں وہی آپ کا بھی ہے تو ہمارا یہ تصور ہمارے عقیدہ میں شامل ہے کہ حضور خاتم النبیینؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور تمہارا یہ عقیدہ مرزا کے بعد ہے۔ تو گویا تمہارا خاتم النبیین مرزا غلام احمد ہے اور ہمارا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر انہوں نے تاویل کی کہ وہ فنافی الرسول تھے۔ یہ ان کا اپنا کمال نہیں تھا۔ وہ تو عین محمد ہو گئے تھے۔ اس سے زیادہ توہین اور کیا ہے۔ خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو توہین آمیز کلمات کہے ہیں وہ ایک مسلمان کیا بلکہ ایک انسان بھی اس قسم کے غلیظ کلمات نہیں کہہ سکتا۔ اس نے اپنی کتابوں کے بارے میں لکھا ہے: تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ و ینتفع من معارفھا ویقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبھم فھو لا یقبلون۔

ئیں نے کہا کہ مسلمانوں کو بدکار عورتوں کی اولاد سے یاد کیا ہے، پھر انہوں نے جواب دیا کہ بغایا کے معنی سرکشوں کے ہیں۔ گویا بغایا بغاوت سے ہے۔ یہ ان کی علمی استعداد ہے۔ پھر ئیں نے کہا کہ بغایا کا لفظ قرآن میں آیا ہے وما کانت امك بغیا۔ اس نے جواب دیا کہ قرآن میں بغیاہے' بغایا نہیں۔ ئیں نے کہا صرف مفرد اور جمع کا فرق ہے۔ نیز جامع ترمذی شریف میں بھی یہ لفظ مذکور ہے: البغایا اللاتی ینکحن انفسھن بغیر بینۃ۔ رواہ الترمذی۔ ئیں کہا کہ میں تجھے چیلنج کرتا ہوں کہ یہ بغیہ کا لفظ اسی معنی کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے۔

مولانا سعد اللہ لدھیانوی نے مرزا کے ساتھ مناظرہ کیا تھا تو مرزا نے کہا ہے

آذیتنی خبثاً فلست بصادق
ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

حالانکہ مولانا سعد اللہ صاحب مرزا کے مخالف تھے۔ اب اس کا معنی اگر سرکش کا بیٹا کریں تو یہ باپ کی مذمت ہوگی نہ کہ مولانا سعد اللہ کی۔ اگر بدکاری کے معنی میں مستعمل ہوتے تو بیٹے کو گالی ہے۔ اس کتاب میں اس کا ترجمہ: "اے نسلِ بدکاراں" لکھا ہے، پھر انہوں نے جواب دیا کہ یہ ترجمہ ان کا نہیں۔ ہم نے کہا ان کے پریس میں چھپا ہے۔ مرزا نے جہاد کو حرام قرار دیا۔ اور خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔ عراق شام، مصر، افغانستان وغیرہ ممالک میں اپنے جاسوس بھیجے۔ انگریزوں کے آلۂ کار بنے۔ جب یہ باتیں اسمبلی میں آگئیں تو خود بخود ممبروں کے ذہن تبدیل ہو گئے۔ بلکہ ممبروں نے بھٹو صاحب کو کہا کہ آپ ہمارے سیاسی لیڈر ہیں اور یہ دین و مذہب کا مسئلہ ہے۔

تحریک ختم نبوۃ کے لیے مسلمانوں کی قربانیاں

اسمبلی میں بھی بھرپور مخالفت کی گئی اور باہر ملک میں پورے زور و شور سے تحریک چل رہی تھی۔ ۳۲ مسلمان اس مسئلہ کی کامیابی کے لیے جام شہادت نوش کر گئے۔ ہزاروں علماء اور ختم نبوت پر جان دینے والے فرزندانِ توحید پابند قید و سلاسل رہے، جگہ جگہ فائرنگ ہوئی۔ کئی زخمی ہوئے۔ مسجد میں جوتوں سمیت پولیس نے داخل ہو کر لاٹھی چارج کیا۔ جلسوں اور جلوسوں پر پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ پریس کو بند کر دیا گیا۔ اس کے باوجود پولیس کے حکام نے رپورٹ دی کہ یہ تحریک ہم سے قابو میں نہیں آسکتی۔ ہر جگہ فوج کو پھیلا دیا گیا، لیکن ان تمام حربوں کے باوجود ان کو کوئی کامیابی میسر نہ ہوئی۔

قادیانی مسئلہ کے حل میں اسمبلی میں موجود علماء حق کا بنیادی حصہ

اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ کڑیاں خود بخود جڑتی گئیں اور یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ نے حل فرمایا۔ ۱۹۵۳ میں بھی اس مسئلہ کی خاطر لاکھوں مسلمان جیلوں میں محبوس کیے گئے تھے اور ہزاروں کو خون بہانا پڑا، لیکن اس وقت یہ تحریک مکمل طور پر کامیاب نہ ہو سکی۔ بات اصل میں یہ تھی کہ اس وقت پاکستان میں علماء کرام اسمبلیوں سے دور رہتے تھے۔ اسمبلی کا محاذ بالکل خالی تھا، حالانکہ اندر کی آواز بہت مؤثر ہوتی ہے۔ گویا بیان سے پکڑنا نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ اس دفعہ لوگوں نے بعض علماء اور متدین ممبروں کو بھی بھیجا۔

باقی آئندہ

عین ۔ ج نے لکھا

ایریٹیریا جل رہا ہے

مگر؟ سربراہ کانفرنس کے پرچارک خاموش ہیں !!

ایریٹیریا کے مسلمان باشندوں اور ایتھوپیا (حبش) کی متعصب عیسائی حکومت کے درمیان خون ریز جنگ کی خبریں برابر موصول ہو رہی ہیں مسلمان حریت پسند برابر پیش قدمی کرتے اور ایریٹیریا کے دارالحکومت اسمارا کے گردونواح کو روندتے ہوئے حبشہ کی عیسائی افواج کو زبردست نقصان پہونچا رہے ہیں جس طرح فلسطین کو آزاد کرانے کے لیے امریکی سامراج کے پالتو اسرائیل کے یہودیوں کو "گوریلا جنگ" کے ذریعہ لاتعداد مصائب سے دوچار کر کے مسلم عرب، فلسطینی فدائیں نے عیسائی و یہودی دنیا پر کاری ضربیں لگائیں اور پورا عالم ورطۂ حیرت میں پڑے گا۔ اسی طرح اب ایریٹیریا کے مسلمان غلامی سے نفرت کرنے والے ایریٹیریا کے مسلمان، طارق بن زیاد اور صلاح الدین ایوبی کی روایات کے امین ایریٹیریا کے مسلمان، سامراج کے دشمن ایریٹیریا کے مسلمان، اور داماد رسول عثمانؓ ذوالنورین کے دور خلافت میں اسلام کے پرچم تلے آنے والے ایریٹیریا کے مسلمان، آج امریکی پٹھو ایتھوپیا کی عیسائی حکومت کے خلاف اپنی آزادی اور بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں اور تادم تحریر اسمارا مجاہدینِ آزادی کی زد میں ہے اور "امریکی شہری" اور دوسرے "یورپین معززین" کو اسمارا سے نکال کر "محفوظ مقامات" پر پہونچایا جا رہا ہے۔

حریت پسند کوریا کے ہوں یا ویت نام کے، کمبوڈیا کے ہوں یا امریکہ کے سیاہ فام، الجزائر کے ہوں یا فلسطین کے یا ایریٹیریا کے ظلم و بربریت، استبداد و استحصال اور غلامی کے خلاف لڑنے والا ہر انسان افریقہ سے تعلق رکھتا ہو یا ایشیا کی سرزمین پر بستا ہو یا دنیا کے کسی بھی خطے میں سامراج سے نبرد آزما ہو۔ اس کے بنیادی جائز حقوق، اسے دلواتے میں ہر قسم کی مدد دینا، ہر باشعور اور ہر باضمیر کا فرض ہے۔

ایریٹیریا کے مجاہدین آزادی کی امداد کے سلسلے میں "اسلامی اتحاد" کے علمبردار اور "اسلامی دنیا کے قائد" ہونے کے ناطے سے ہم پر کچھ زیادہ ہی ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ ہماری مسلمان حکومت اور ہمارے "اسلامی آئین" کے مطابق حکومت کرنے والے حکمران دن رات اس بات کا پرچار کرتے نہیں تھکتے کہ انہوں نے پاکستان میں اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد کرا کے اور سوئے ہوئے مسلمانوں اور بالخصوص عربوں کو خواب خرگوش سے جگانے میں ہمارے "عوامی قائد" نے زبردست کردار ادا کیا۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے اتحادِ عالم اسلامی کے خواب کو ہمارے ہی "ہر دلعزیز" اور "ایشیا کے عظیم مدبر" "قائد عوام" نے شرمندہ تعبیر کیا۔

راولپنڈی کے سیاسی حلقوں کے مطابق اسلامی سربراہ کانفرنس کی پہلی سالگرہ کے موقع پر اگر سمٹ مینار (SUMMIT MINAR) کی تختی کی نقاب کشائی کرنے کے بجائے میوزیم قائم کرنے کے بجائے اور "تیسری دنیا" کی مضحکہ خیز "قیادت" سنبھالنے کے بلند بانگ دعوے کرنے کے بجائے ایریٹیریا کے حریت پسندوں کی عملی امداد کا اعلان کیا جاتا تو شاید پاکستان کے وقار میں اضافہ ہو سکتا۔

ایریٹیریا جو ۱۸۹۰ء تک ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر موجود تھا۔ لیکن "بدقسمتی" سے اٹلی کی نوآبادی بن جانے کی صورت میں ہی ایریٹیریا کی کل آبادی کے ۸۵ فی صد مسلمانوں نے سامراج کو تنگ کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر سفید چمڑی والے برطانوی لٹیرے ایریٹیریا کے "کالے افریقیوں" پر پل پڑے۔ بعد ازاں برطانیہ اور امریکہ کے تعاون سے ہیل سلاسی جیسا سفاک درندہ توپوں، ٹینکوں اور بمبار طیاروں کے ذریعہ ایریٹیریا کے مظلوموں پر حکومت کرنے لگا۔ بالآخر ہیل سلاسی بھی اپنے انجام کو پہونچا اور راولپنڈی کے ایک روزنامے کے مطابق تقریباً نصف صدی تک ایتھوپیا کے سیاہ و سفید کا مالک رہنے کے بعد اب جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں جنرل امان کے "جانشینوں" کی طرف سے اپنی قسمت کا انتظار کر رہا ہے اور اب وہاں کا فوجی ٹولہ اپنی توپوں اور طیاروں کی گھن گرج میں وہاں کے نوجوانوں کو موت کی نیند سلانے، بوڑھوں کو قتل کرنے، بے گناہ عورتوں کے سہاگ اجاڑنے اور معصوموں کی چیخوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش کرنے میں مصروف ہے، مگر ایریٹیریا جاگ اٹھا ہے، اب دنیا کی کوئی طاقت انہیں ان کے حق سے محروم نہیں رکھ سکتی۔ ایتھوپیا کا حکمران فوجی ٹولہ امریکہ سے بے شک اسلحہ کا انبار جمع کرتا رہے وہ [illegible] سرزمین سے ہتھیاروں اور توپوں

باقی ص[illegible] پر

اے۔ آر۔ چترالی

دارالعلوم دیوبند

کی ایک جھلک

دارالعلوم دیوبند کو خدا نے وہ شرف بخشا ہے کہ عقلِ انسانی اس کی عظمت و شرافت کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی۔ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد جن رحمت بھرے ہاتھوں نے رکھی ان کی روحانی عظمت کا خود یہ شاہکار واضح ہے۔ ان کے خلوص نے بارگاہِ بے نیاز میں جو رنگ قبول کیا ہے اسی کے نتیجے میں آج یہ اسلامی یونیورسٹی نہ صرف ہند و پاک میں مشہور ہے، بلکہ اس کے فیض کے چشمے تمام دنیائے اسلام میں بہہ نکلے۔ یوں آپ کو مصر میں جامعہ ازہر جیسا مرکزِ علم دیکھنے میں آسکتا ہے جس کو اسلامی سلطنت کی سرپرستی ہمیشہ سے حاصل رہی ہے، اور علوم دینیہ کا ایک عظیم مرکز ہے، لیکن روحانیت اور علمیت کا بہترین امتزاج جو آپ کو سرزمین دیوبند کے اس دارالعلوم میں ملے گا وہ دنیا کے کسی علمی ادارے میں ڈھونڈنے سے بھی آپ نہ پاسکیں گے۔ جب ہم اس گہوارہ علم و فن کے متعلق چند باتیں عرض کر کے آپ کو باور کرانا چاہیں شاید آپ اسے جذب اندروں کہیں گے، مگر ایک حقیقت ہے اپنے اس بیان کی تائید میں ہم ان ہزاروں زائرینِ دیوبند میں سے چند عظیم شخصیتوں کے حقیقی جذبات و خیالات پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو انہوں نے اس مرکزِ علوم و فنون کے متعلق ظاہر فرمائے۔

۱۔ علامہ رشید رضا مصر کے مشہور فاضل جب ندوۃ العلماء لکھنؤ کی دعوت پر تشریف لائے تو اسلامیہ کالج لاہور، مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور علی گڑھ کالج دیکھتے ہوئے دارالعلوم دیوبند پہنچے تو علماء دیوبند اور طلباء دیوبند نے آپ کا زبردست استقبال کیا۔ حضرت انور شاہ کشمیریؒ کی مدلل تقریر کے بعد علامہ رشید رضا نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا "اگر میں دارالعلوم دیوبند کو نہ دیکھتا تو ہندوستان سے غمگین واپس لوٹتا۔ مصر پہونچنے کے بعد رسالہ المنار کو انٹرویو دیتے ہوئے مسلمانانِ ہند کے حالات پر روشنی ڈالی اور فرمایا۔ میں نے مدرسہ دیوبند میں جسے ازہرِ ہند کا خطاب دیا جاتا ہے ایک جدید علمی تحریک دیکھی جس سے نفع عظیم کی مجھے امید ہے اور کہتے ہیں: ہندوستان بھر میں میری آنکھ کو ایسی ٹھنڈک کہیں نصیب نہ ہوئی جیسے دارالعلوم دیوبند میں ہوئی نہ اتنی خوشی کہیں حاصل ہوتی جتنی خوشی وہاں ہوتی۔ یہ صرف [illegible]ن غیریت واخلاص کی وجہ سے تھی جو میں نے اس مدرسے کے علماء میں دیکھی۔

۲۔ شیخ الاسلام سید محمد وجیہ (فلپائن) جب دیوبند میں داخل ہوتے تو فرماتے ہیں ارای نوراً میں نے یہاں ایک نور دیکھا ہے وجدت ضالتی المنشودۃ (میں اپنی گمشدہ چیز کو جس کی میں تلاش میں تھا پالیا) اور تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ میں نے اس مدرسے میں ایسے انوار پائے جو بادشاہوں کے تاج میں موتیوں سے بھی زیادہ روشن ہیں۔

۳۔ شاہِ افغان جناب محمد ظاہر شاہ نے دارالعلوم کو دیکھ کر یہ تاثر لیا: میں بہت خوش ہوں کہ مجھے آج دارالعلوم کو دیکھنے کا موقع ملا۔ دارالعلوم افغانستان میں خاص کر وہاں کے دینی حلقوں میں بہت معروف ہے۔ افغانستان کے علماء دارالعلوم دیوبند کے بانیوں اور یہاں کے اساتذہ کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بہت سے افغان علماء اس دارالعلوم سے فیض یاب ہوتے اور وطن عزیز جاکر وہاں علم کی روشنی پھیلاتی۔

۴۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ اپنے عہدِ وزارت میں دارالعلوم تشریف لائے اور فرمایا: ہندوستان میں اسلامی تعلیمات کے اس عظیم ترین ادارے میں نہ صرف یہ کہ اس ملک کے تمام حصوں سے بلکہ بعید ترین علاقوں مثلاً انڈنیشیا، ملایا، افغانستان وسط ایشیا اور چین سے طلباء کھینچے چلے آتے ہیں۔ اتنے وسیع رقبے کے طلباء اور علماء میں اس کی مقبولیت اس کی عظمت و شہرت کی دلیل ہے۔ اسی بنا پر یہ ادارہ صحیح معنوں میں تعلیمات اسلامی کی ایک بین الاقوامی یونیورسٹی ہے۔ لائبریری اور اس کی بیش قیمت کتب کے ذخیرے نے مجھے خاص طور پر متاثر کیا ہے۔ میں نے یہاں اتنا خلوص پایا کہ اپنی ممنونیت کے اظہار کے لیے پوری طرح الفاظ نہیں پاتا۔

۵۔ پروفیسر [illegible] آکسفورڈ یونیورسٹی نے دارالعلوم کو دیکھ کر کہا: "یہ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ مجھے دیوبند دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ قدیم اسلامی کلچر اب بھی یہاں پوری آب و تاب سے درخشاں ہے۔ ایک مورخ کے لیے اس سے زیادہ روشن مواقع کا میں تصور بھی نہیں

کر سکتا۔

۶۔ آزادیٔ ہند کے بعد امریکی وفد جو مختار حسن عمر حسن، امیر رشید، سعید احمد، امیر حسین اور محمد احمد حضرات پر مشتمل تھا دارالعلوم کا معائنہ کر کے لکھا:

"ہماری امریکی جماعت کو ایک دن یہاں (دارالعلوم دیوبند) قیام کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ ہم نے مشہور علماء اور ان کے شاگردوں سے ملاقاتیں کیں۔ درحقیقت اسلام کا جذبہ روح کو نور بخشتا ہے اور یہ نور یہاں (دیوبند) میں خوفشاں ہے۔"

۷۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد جو کہ ہندوستان کے غیر مسلم صدر ہیں دارالعلوم کے متعلق کہا۔

"آپ کے دارالعلوم نے صرف اس ملک کے بسنے والوں ہی کی خدمت نہیں کی، بلکہ آپ نے اپنی خدمات سے اتنی شہرت حاصل کر لی ہے کہ غیر ملک کے طلباء بھی آپ کے یہاں آتے ہیں اور یہاں سے تعلیم پاکر جو کچھ انہوں نے یہاں سیکھا ہے اپنے ممالک میں اس کی اشاعت فرماتے ہیں۔ یہ بات اس ملک کے سب ہی باشندوں کے لیے قابل فخر ہے .... اگر خدا کو اس دنیا کو رکھنا منظور ہے تو دنیا کو بالآخر اسی لائن پر آنا ہے۔ میں دارالعلوم میں آکر بہت زیادہ مسرور ہوا اور یہاں سے کچھ لے کر جا رہا ہوں۔"

ہم دارالعلوم دیوبند کے فضائل و مناقب میں مذکورہ بالا صرف چند مقتدر اور مستند اہل علم و فضل کے خیالات پیش کر سکے ہیں۔ اس پر اکتفا کرتے ہوئے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ علامہ رشید رضا مصری، شیخ الاسلام شیخ محمد وجیہ فلپائن، جلالۃ الملک شاہ محمد ظاہر شاہ (افغانستان) مولانا ابوالکلام آزاد ڈاکٹر راجندر پرشاد، وفد متحدہ امریکہ۔ نہ تو دارالعلوم کے تعلیم یافتہ تھے، نہ اس کے زیر اقتدار مگر اس کے باوجود دارالعلوم دیکھ کر اس سے اس قدر متاثر ہوئے جس سے فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند ایک ناقابلِ تردید مقبولیت اور ناقابل تردید شہرت کی مالک ایک اسلامی یونیورسٹی

ہے۔ جس کے مقابلے میں دنیا اس نوعیت کی درس گاہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جہاں دنیا کے تحصیل علوم کے لیے ہر سال طلباء کھینچے چلے آتے اور علوم ظاہری کے ساتھ باطنی دولت اور روحانی عظمت سے بہرہ ور ہو جاتے ہیں۔ یہاں پہونچ کر اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ دارالعلوم جس مقام پہ رہا اور اب ہے وہ کسی کی تعریف و توصیف سے بلند ہے۔ بقول حافظ شیرازی:

از عشق ناتمام ما جمال یار مستغنیست ؎
بآب و رنگ و خال و خطہ پہ حاجت روئے زیبارا

بقیہ مشرق و مغرب کی سیاست

جزوی معاہدے کر کے سمجھوتہ کرنے کی کوششیں شروع ہوگئیں جو بہرکیف بے سود ثابت ہوئیں لیکن اسرائیلی رہنماؤں کو امید بندھ گئی کہ وہ ہر ایک عرب فریق کے ساتھ الگ الگ معاہدے کر سکیں گے اور اسی امید کے سہارے اسرائیلی وزیر اعظم رابن نے "تھوڑا علاقہ دو، تھوڑا امن لو"، کا فارمولا پیش کیا، لیکن امن جنسِ تجارت تو ہے نہیں کہ خریدا جا سکے۔ یہ تو صرف بین الاقوامی قانون اور اقوام متحدہ کے منشور کے اس اصول کی بنیاد ہی پر قائم ہو سکتا ہے کہ کسی بھی ملک کے علاقے پر جارحیت کے ذریعہ غاصبانہ قبضہ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو مشرق وسطیٰ کے علاقے کی تمام ریاستوں کی علاقائی سالمیت کی ضمانت حاصل ہو سکتی ہے۔

بقیہ: ایریٹیریا جل رہا ہے

کے ذریعہ آگ اُگل اُگل کر ایریٹیریا کی سرزمین کو بھٹی بھی بنا دے، مگر ایریٹیریا کے مسلمان اب خاموش نہیں ہوں گے۔

بلکہ ان کی جد و جہد آزادی پہلے سے بھی تیز تر ہو جائے گی۔ جو قومیں غلامی کی زنجیریں توڑنے کا تہیہ کر لیتی ہیں انہیں کسی قسم کا ظلم و ستم اپنے مقدس مقصد سے نہیں ہٹا سکتا۔ اب انشاء اللہ ۸۵ برس کے بعد ایریٹیریا کے عوام آزادی کی صبح کا نظارہ کریں گے۔ کیونکہ انہیں اپنا حق بزور چھیننے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔

ایتھوپیا کے حکمران یاد رکھیں کہ امریکہ کا اسلحہ شمالی کوریا کے مظلوموں کو خاموش نہ کر سکا۔ شمالی ویت نام کے حریت پسندوں کو نہ کچل سکا۔ کمبوڈیا کے آزادی کے متوالوں کے جذبے کو سرد نہ کر سکا تو ایریٹیریا میں امریکی اسلحہ بھی ایتھوپیا کے ظالم حکمرانوں کو عبرت ناک انجام سے نہیں بچا سکتا۔

مگر اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلامک سمٹ کے "پرچارک" اور "محافظ ختم نبوت" یونہی خاموش تماشائی بنے رہیں گے؟ کیا ایریٹیریا کے مظلوم مسلمانوں کی آہیں اور سسکیاں یونہی عیسائیوں کی بمباری سے دبتی رہیں گی؟ کیا ہم ماضی کے ستائیس سال کی طرح مستقبل میں بھی زبانی دعووں اور گیدڑ بھبکیوں پر ہی انحصار کرتے رہیں گے؟

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

(پبلک لمیٹڈ کمپنی)

منظور شدہ سرمایہ ۵۰۰۰۰۰ (پانچ لاکھ): طلب شدہ سرمایہ ۴۰۰۰۰۰ (چار لاکھ روپے)

اغراض و مقاصد

(ا) قرآن و سنت کی تعلیمات کی طباعت و اشاعت اور نشر و اذاعت

(ب) کمپنی قرآن پاک، قرآن پاک کی تفاسیر کتب مشتمل بر شروح احادیث، سوانح اور اسلام کے عظیم علماء اور بزرگوں کے فکری رشحات کو شائع کرے گی۔

(ج) کمپنی کسی ایسے شخص کی تصنیف و تدوین کردہ کتاب کو شائع نہ کرے گی جس میں مسلم جماع کا تتبع نہ کیا گیا ہو یا عقیدۂ ختم نبوت کے منافی ہو یا جس میں صحابہ کرام کی ناموس کا خیال نہ رکھا گیا ہو۔

(د) کمپنی کوئی ایسی کتاب شائع کرنے کی مجاز نہ ہوگی جس میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور ان کے ہم مسلک اکابر کی شان میں ذم و تشنیع کا پہلو پایا جاتا ہو۔

(ہ) وہ کتابیں جو قدیم یا جدید غیر اسلامی نظریات اور تحریکات (جیسے تجدد پرستی، کمیونزم اور سنت کی تشریعی حیثیت کا انکار وغیرہ) کی نمائندگی کرتی ہوں کمپنی انہیں شائع کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔ ایسے ہی کمپنی ان افکار و تحاریک کے علمبرداروں اور بانیوں کے سوانح بھی شائع نہ کرے گی۔

(و) کمپنی قطعی طور پر ایسے ناول، ڈرامے یا کہانیاں شائع نہ کرے گی جن سے اسلامی اخلاقی اقدار مجروح ہوتی ہوں۔

کمپنی کا کل سرمایہ پانچ لاکھ روپے ہے جو دس دس روپے کے پچاس ہزار حصص پر مشتمل ہوگا۔ کمپنی کی منظوری کا سرٹیفکیٹ ۱۰ ۱۲/۳ اور کام کرنے کی اجازت کا سرٹیفکیٹ ۱۲ ۲/۴ کو حاصل کر کے کاروبار شروع کر دیا گیا ہے۔ حصص کی فروخت ۳۰ مئی ۱۹۷۴ء کو بند کر دی جائے گی۔ اگر مطلوبہ رقم پہلے جمع ہو گئی تو پہلے ہی بند کر دی جائے گی۔

اغراض و مقاصد سے متفق اصحاب خط و کتابت کے ذریعہ یا بالمشافہ رابطہ پیدا کریں۔

عبدالرشید ارشد منیجنگ ڈائریکٹر

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ ۳۲۰-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

امجد علی شاکر

تلخ و شیریں

وفاقی وزیر میاں عطاء اللہ نے فرمایا ہے کہ حکومت ریلوے مسافروں کی سہولتوں پر کروڑوں روپیہ خرچ کر رہی ہے۔ اب عوام تو یہی کہیں گے کہ وہ تو حکومت کی ان سہولتوں سے متمتع ہونے سے محروم ہیں، لیکن حکومت کو تو رقم خرچ کرنے سے واسطہ ہے۔ رہا رقم کا استحقاق اور ضرورت کے مطابق تصرف تو حکومت کو اور بھی بہت سے کام ہیں۔ ہاں البتہ اگر رقم وزراء اور اُمراء کی آرائش و آسائش پر خرچ کرنا مقصود ہو تو حکومت توجہ بھی دے سکتی ہے۔ البتہ یہ یقینی بات ہے کہ حکومت جو رقم خرچ کرے گی وہ عوام الناس میں رہنے والے لوگوں پر ہی خرچ ہوگی۔ ہاں رقم خرچ ہو جانے کے بعد وہ لوگ خواص میں شمار ہونے لگیں، لیکن حکومت کو تو خرچ سے واسطہ ہے۔

قیس تو دیوانہ ہے شہر میں رہے نہ رہے
پر یہ ضروری ہے حجاب رخ لیلیٰ نہ رہے

اب اگر رقم سے "عوام" یا "عوامی" کو دیدار نہ ہو تو پھر تحقیقاتی کمیٹی بٹھا کر کچھ خرچ کیا جا سکتا ہے رہا اس کمیٹی کی رپورٹ کی اشاعت تو اس سے عوام کو ہرگز فائدہ نہیں پہنچے گا اور یہ "عوامی" اور "قومی" مفاد میں ہرگز نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کے بعد یقیناً عوام کو روٹیاں زیادہ نہیں ملیں گی۔

ڈاکٹر مبشر صاحب نے ایک مجلس مذاکرہ میں اپنے خطاب میں جن خیالات عالیہ کا اظہار فرمایا ہے ان پر ایک اخبار نے سرخی جمائی ہے کہ "کسان اور مزدور اپنی محنت سے صنعت کاروں اور زمینداروں کو مالدار بنانا چاہتے ہیں"۔ واقعی درست فرمایا اور ہمیں تو اس بات کا اسی وقت ہی پتہ چل گیا تھا جب پیپلز پارٹی میں صنعت کار اور زمیندار شامل ہو کر "عوامی" بننا شروع ہو گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ عوام کی خواہش کی مطابقت میں ہی کیا گیا تھا۔ اب اگر کوئی غریب اس بات کا اقرار کرنے سے انکار کرے اور اسے تسلیم نہ کرے تو وہ "سرمایہ دار" ہے، "جاگیردار" ہے، یا "سرمایہ داروں" اور "جاگیرداروں" کا "ایجنٹ" ہے۔ سرمایہ دار اور جاگیردار اس لحاظ سے ہوگا کہ اس کے ہاں آہ صبح گاہی اور نالہ ہائے نیم شبی کا ذخیرہ ہوگا اور سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا ایجنٹ اس لحاظ سے ہوگا کہ آخر پیٹ پالنے کے لیے کسی سرمایہ دار یا جاگیردار کی نوکری تو کرتا ہوگا۔ ملازم آخر ایجنٹ بھی تو ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ اختلاف کرنے والوں میں کوئی صاحب مال و منال ہو تو یہ بات درست نہیں۔ اسے حکومت کی مخالفت کر کے غریب بن کر عوام کی بجائے سرمایہ داروں کا ایجنٹ بننے کی کیا ضرورت۔

ڈاکٹر مبشر صاحب آخر ڈاکٹر ہیں اور ہر ایک جانتا ہے جسم و جاں کے ڈاکٹر نہیں۔ تو وہ بیانات کی تخلیق اور باتوں کی تعمیر نہ کریں تو انہیں ڈاکٹر کون کہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بیانات گنجینۂ معنی کا طلسم ہوتے ہیں اور مرزا غالب کے اشعار سے کسی طرح کم نہیں ہوتے اور غالب کی طرح ڈاکٹر مبشر بھی کہہ سکتے ہیں۔

گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھیے!
جو لفظ کہ غالب مرے اشعار میں آئے

ایک صاحب نے ایک روزنامے میں مضمون لکھ کر سرکار والا تبار کے ہاں نیک نامی کا میڈل "عوامی" کی سند اور خدمت کا سرٹیفکیٹ لینے کی جہد کی ہے۔ جس پر ایک سرخی یہ جمی ہے؛ "کیا یہ حقیقت نہ تھی کہ نیپ اور جمعیۃ کے سیاسی مخالفین پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تھا۔ پہلے تو یہ سوچا کہ کہیں کتابت کی لڑکھڑاہٹ ہو گئی ہے اور منافقین کے لفظ کو مخالفین بنا دیا گیا ہے۔ لیکن مضمون پڑھ کر یہ خیال غلط ثابت ہوا اور حیرانی ہوئی کہ مضمون نگار اتنے بے خبر ہیں کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ آج کا دَور اور ماضی کا دَور نیپ جمعیت کا دور حکومت نہ تھا۔ جب سیاسی مخالفین پر عرصہ حیات تنگ تھا۔ یا کچھ معاملہ یہ ہے کہ؛

ان عقل کے اندھوں کو اُلٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے، لیلیٰ نظر آتا ہے!

اب ان صاحب سے جان کی امان پا کر عرض کرتا ہوں کہ حضور! وہ دَور جس میں مخالفین پر عرصۂ حیات تنگ تھا یا ہے، نیپ جمعیت کی بجائے ان بزرگوں کا دور حکومت جن کی مدحت میں آپ نے الفاظ کے گلدستے سجا کر بصورت مضمون پیش کیے ہیں۔ ذرا دیکھو کہ نیپ جمعیت کے دور میں کوئی مخالف لیڈر یا کارکن قید بھی تھا؟ اگر نہیں تو پھر کوئی سیاسی قتل بھی ہوا؟ اگر نہیں تو دکان لٹی، کوئی گھر لٹا؟ اگر نہیں تو کہیں دفعہ ۱۴۴ لگی؟ اگر نہیں تو کوئی اخبار یا رسالہ بند ہوا؟ اگر نہیں تو عرصہ حیات تنگ کیونکر ہوا؟ اگر مخالفین

سے مراد ڈپو ہولڈر مراد لیے جائیں جو ڈپو پر پہنچے والی متاع قومی کو کھلے عام فروخت کرنا اس کی توہین سمجھیں اور ہر شخص کو ڈپو پر آکر اپنا مقرر راشن لینے کو جذبہ ہمدردی اور خدمت خلق کے منافی جانیں اور اس متاع قومی کو جو راشن کی صورت میں ان کے ہاں موجود ہو بند کمرے میں فروخت کر کے محلوں کی دکانوں میں پہونچا دیں تاکہ باآسانی اور باعزت طریق سے راشن حاصل کیا جا سکے اور ساتھ ہی مال و منال رقم و دولت کو گھر پہ رکھ کر اس کی حفاظت سے بچ سکیں۔

ایسے ڈپو ہولڈروں پر تو ضرور عرصہ حیات تنگ تھا، کیونکہ انہیں ایسے کاروبار کی اجازت ہرگز حاصل نہ تھی اور یہ لوگ صاف ظاہر ہے نیپ جمعیۃ کے مخالف تھے۔ اگر سیاسی مخالفین سے ان کی مراد ایسے لوگ تھے اور ان کے پسندیدہ کاروبار کو بند کرنا ان پر عرصہ حیات تنگ کرنا تھا تو پھر مضمون نگار کی بات درست ہو سکتی ہے اور ہمیں یقین ہوا ہمیں اعتبار آیا، لیکن ہمارے نزدیک سیاسی مخالفین کو تنگ کرنا، ان کے جلسے الٹنا، ان کے مکان اور گھر جلانا، انہیں قید کرنا، پابندیاں لگانا، مقدمے چلانا، گالیاں دینا، غلط الزام لگانا سیاسی مخالفین پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اور اس معاملہ میں ان مضمون نگار کے ممدوح ید طولیٰ رکھتے ہیں بلکہ چیمپئن شپ حاصل کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

ڈارون اور ہربرٹ سپنسر نے زندگی کو جہد البقا کہا تھا اور اس جہد میں کمزوروں کے مرجانے یا مار دینے کی سفارش تھی۔ آج جبکہ ان کے نظریے پر پورا پورا عمل ہو رہا ہے تو ان کی روحیں شاداں و فرحاں ضرور ہوں گی، کیونکہ آج کے دور میں نہ صرف زندگی کو جہد البقا بنا دیا گیا ہے، بلکہ اسے انتہائی سخت کر کے خاندانی منصوبہ بندی والوں کی عیش بھی کرادی گئی ہے اور ان کا مقصد بغیر ہاتھ ہلائے اور عربی محاورے کے مطابق یداہ تحت الثیاب ہونے کی صورت میں ان کا مقصد و مطلب پورا کیا جا رہا ہے، کیونکہ آج کے دور میں زندگی جو کہ جہد البقا بن چکی ہے۔ انتہائی سخت راہوں سے گذرتی ہے کہ کوئی اس پر چلنے کی ہمت ہی نہیں رکھتے اور جل مرتے ہیں اور اگر کوئی تھوڑا سا سخت جان ہو تو پھر تکلیف سہ سہ کر سسک سسک کر دم توڑ جاتے ہیں۔ اس کی زندۂ جاوید مثال لاہور کی ایک خبر میں پیش کی گئی ہے کہ ایک جل مرا دوسرا تپ دق سے سسک سسک کر دم توڑ گیا۔

وامے صاحب اور نصراللہ خاں کے مطابق وزیر گیسو دراز نے ایک سچ بول کر شیطان کو شرمندہ کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ پولیس عوام کے جان و مال، عزت و آبرو کے تحفظ میں ناکام رہی ہے۔ اب اگر پولیس والے یہ پکار اٹھیں:

ع   تو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بے ننگ و نام ہے

تو غلط نہ ہوگا، کیونکہ آخر حکومت بھی سوائے ایک کام کے کسی دوسرے کام میں کامیاب نہیں ہوتی اور وہ ایک کام سیاسی مخالفین کو تنگ کرنا ہے اس معاملے میں پولیس کا حکومت کو تعاون اور خدمات ناقابل فراموش اور لائق داد و تحسین ہیں۔

رہا سیاسی مخالفین کو ختم کرنا تو پاکستان میں حزب مخالف میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کی فطرت میں قدرت نے عجیب لچک رکھی ہے کہ اتنا ہی یہ ابھریں گے جتنا کہ دبا دو گے اور بعض شمع ہائے حقانی ہیں جو کسی صورت میں بجھائے نہ بجھیں، کیونکہ

ع   شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

اہم کتابیں! رعایتی قیمتیں!

۱۔ مرقات عربی شرح مشکوٰۃ   از: ملا علی قاریؒ

کاغذ آرٹ، طباعت عمدہ ٹائپ، کامل ۱۱ جلد غیر مجلد   رعایتی قیمت ۴۰۰/-

۲۔ تفسیر روح المعانی : از علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ

۱۳ جلد (۲۶ پارے) غیر مجلد، طباعت عکسی مصری، کاغذ آرٹ   " ۴۶۰/۰۰

کاغذ سفید گلیز   " ۳۱۰/۰۰

باقی دو جلدیں زیر طبع ہیں

۳۔ الجوہرۃ النیرۃ : عربی شرح قدوری، کامل دو جلد غیر مجلد

طباعت عکسی، کاغذ گلیز: " ۳۵/۰۰

۴۔ تبلیغی نصاب مجلد، طباعت عکسی، کاغذ گلیز   " ۱۷/۰۰

۵۔ فضائل صدقات کامل، مع فضائل حج مجلد

طباعت عکسی، کاغذ گلیز   " ۱۹/۰۰

یہ رعایت ۲۹ ربیع الاول ۹۵ھ تک ہے۔

مکتبہ امدادیہ: ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان شہر

اتحادِ عالمِ اسلام کے عظیم رہنما

پروفیسر اے آر۔ فاطمی

مولانا عُبیداللہ سندھیؒ

مولانا عبیداللہ سندھیؒ نہ صرف ایک زبردست عالم دین تھے۔ بلکہ انہوں نے ۲۴ سال تک مختلف ملکوں کی سیاحت اور بین الاقوامی سیاست کا قریب سے مطالعہ کیا تھا۔ انہوں نے سلطنتوں کو بنتے اور بگڑتے دیکھا تھا۔ انہوں نے قوموں کی زندگی کے بڑے بڑے نشیب و فراز دیکھے تھے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے بڑی بڑی سلطنتیں تباہ ہوتیں۔ بادشاہ، سپہ سالار اور اُمراء بُری طرح قتل کیے گئے۔ جو طبقے علم و حکمت اور عزت و دولت کے نشے میں ذہنی مسرتوں اور جسمانی آسودگیوں میں مست تھے زمانے کی ایک ٹھوکر میں ذلت و ادبار کے گڑھوں میں گرتے ہوتے نظر آتے۔ مولانا نے دیکھا کہ نہ علم کی قدر دانی باقی رہی نہ عزت کا کوئی معیار رہا۔ پرانے تمدنوں کی یادیں ہل گئیں اور وہ نظام فکر جن کو ان کے ماننے والے لازوال جانتے تھے اور ان میں ایک ذرا سی تبدیلی بھی ان پر گراں گزرتی تھی۔ اب ان کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ غرض مولانا نے اپنی آنکھوں سے انسانی نسلوں کو فنا ہوتے، بستیوں کو اجڑتے تمدنوں کو مٹتے اور مذہب اور اہل مذہب کو بڑی سفاکی سے کچلے جاتے دیکھا تھا۔ ان حالات میں فکر و نظر کا ایک بڑا امتحان تھا جس سے مولانا کو گذرنا پڑا۔ یورپ اور روس میں جب الحاد و کفر کی آندھیوں کی تباہ کاریوں سے دل برداشتہ ہوتے تو دیار حرم میں آکر پناہ لی اور تقریباً بارہ سال تک تمام حالات پر غور و خوض کرتے رہے۔ مولانا خود فرماتے ہیں: "اس طویل مدت میں مجھے اپنے تجربات تاثرات اور جو کچھ اس وقت تک دیکھا، پڑھا اور سنا تھا، ان پر یکسوئی سے غور کرنے کا موقع ملا۔ آپ لوگ یقین کریں کہ جہاں تک میری عقل اور سمجھ کی پہونچ تھی میں نے اپنے افکار کو اس طویل مدت میں خوب جانچا، پرکھا اور ان کے حسن و قبح میں تمیز کی۔ میں نے اپنے افکار کو جتنی بھی تاریخ میں جانتا تھا اس کی کسوٹی پر کسا، خود اپنے تجربات کی روشنی میں ان کی صواب دید کی اور جو کچھ علم دین حکمت اور تقویٰ مجھے میسر تھا اور اپنے مرشدوں اور استادوں کے فیض سے جو بھی بصیرت عطا ہوئی تھی اپنے افکار کو ان کے رُوبرُو پیش کرکے اپنے نفس کا بھی محاسبہ کیا" اس طرح بارہ سال کی طویل مدت کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہونچے کہ اسلام ایک لازوال دین ہے اور اس کی سچائی اپنی جگہ اٹل ہے۔ لیکن اسلام کا عدل و انصاف اور مساوات کا نظریہ اگر عملی زندگی میں نافذ نہ کیا جاتے تو پھر لادینیت کے سیلاب میں اس کا قائم رہنا مشکل ہوگا۔ اس حقیقت کا پورے یقین کے ساتھ انکشاف ہوجانے کے بعد مولانا عُبیداللہ سندھیؒ ۱۹۳۹ء میں وطن واپس آئے۔ یہاں سے ۱۹۱۵ء میں جب خلافت عثمانیہ کے خلاف برطانیہ نے جنگ کا اعلان کیا تھا تو حضرت شیخ الہندؒ نے مولانا سندھیؒ کو ملک سے باہر بھیجا تھا۔ اس طرح چوبیس سال کی غیر حاضری کے بعد ضعیفی میں مولانا واپس آئے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ میں اب بوڑھا ہوچکا ہوں، زندگی کے معلوم نہیں کتنے دن اور ہیں، مجھے اگر آرام اور سکون کی خواہش ہوتی تو عمر کے یہ آخری دن حرم پاک کے جوار رحمت میں اطمینان سے گذارتا اور اس مقدس سرزمین میں سپرد خاک ہونا پسند کرتا، مگر میں اس بڑھاپے میں اور قدر ضعف و ناطاقتی کے باوجود آپ لوگوں پاس صرف اس لیے پہونچا ہوں کہ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔

مولانا اس انقلاب کے نقیب اور داعی بن کر لوٹے تھے جو دین کی اساس پر مبنی ہو، لیکن جہالت اور افلاس سے پاک ہو۔ بعض لوگوں کو شبہ ہوا کہ مولانا روسی نظام سے متاثر ہو کر آئے ہیں لیکن مولانا کی طبیعت دیوبند کی تعلیم شیخ الہندؒ کی شاگردی اور شاہ ولی اللہؒ سے عقیدت ایسی چیزیں نہ تھیں جو مولانا کو حق کے راستے سے بھٹکنے دیتیں۔

مولانا نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ مسلمانوں کو اگر باعزت طور پر زندہ رہنا ہے اور اپنے مذہب پر قائم رہنا ہے تو انہیں اسلام کے اس نظام حیات کو رائج کرنا ہوگا جو لوگوں کی جہالت کو علم کی روشنی سے بدل دے اور غربت و افلاس کی جگہ خوش حالی قائم ہو۔

مسائل عید الاضحیٰ و قربانی

خطیبِ اسلام حضرت مولانا محمد اجمل صاحب
مسجد رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ، لاہور

تکبیراتِ تشریق

عرفہ کے دن (نویں تاریخ ذی الحجہ) کی فجر کی نماز کے بعد تیرھویں تاریخ کی عصر تک ذوالحجہ یوم ہر اس شخص پر جو فرض نماز پڑھ چکا ہے فوراً تکبیرات کہنا واجب ہے۔ امام مقتدی اور تنہا فرض پڑھنے والا، مقیم ہو خواہ مسافر، مرد ہو خواہ عورت، شہری ہو یا دیہاتی سب پر واجب ہے۔ اگر امام بھول جائے تو مقتدی نہ چھوڑے۔ تکبیراتِ تشریق یہ ہیں۔

۱۔ "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد"۔

۲۔ عید الاضحیٰ کے روز مستحب ہے کہ نمازِ عید سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

۳۔ تکبیراتِ تشریق بلند آواز سے کہتا ہوا نمازِ عید ادا کرنے کیلیے جائے۔

نماز کا طریقہ

عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عید کی نماز کی نیت کر کے پھر تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ کہہ کر ہاتھ باندھ کر سبحانک اللہم آخر تک پڑھے پھر تین دفعہ تکبیرات اللہ اکبر کہے۔ ان میں ہر تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے اور چھوڑ دے۔ تیسری تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ پھر امام آہستہ اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز سے قرأت کرے یعنی فاتحہ اور سورۃ پڑھے۔ پھر جب دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو بسم اللہ کہتے ہوئے فاتحہ اور سورۃ پڑھے۔ اس کے بعد تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر تکبیر میں ہاتھ اٹھائے اور چھوڑ دے پھر چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع کرے۔ ہر تکبیر کے بعد تین تسبیح کی مقدار کا وقفہ کرے۔ عید کی نماز سے فارغ ہو کر تکبیراتِ تشریق کہنا بھی جائز ہے۔ پھر امام خطبہ پڑھے۔ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھے۔ عیدین کے خطبہ کا سننا بھی نہایت ضروری ہے، چاہیئے کہ لوگ اپنی اپنی صفوں میں خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہیں۔

مسائلِ قربانی

جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹا لیا جائے تو پہلے یہ دعا پڑھے: انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ○ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ○ لا شریک لہٗ وبذالک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک اور پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔ اس کے بعد قبولیت کی دعا مانگے۔

مسئلہ جن پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر عید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے ورنہ نہیں، لیکن اگر پھر بھی کرے تو بہت ثواب ہے۔

مسئلہ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ بقر عید کی دسویں تاریخ سے بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنیکا وقت ہے لیکن افضل بقر عید کا دن ہے۔

مسئلہ عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں، جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کریں۔ البتہ گاؤں میں عید کے دن صبح صادق ہونیکے بعد بھی قربانی صحیح ہے۔

مسئلہ اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے اگر ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو کسی سے ذبح کروالے اور بہتر یہ ہے کہ ذبح کے وقت جانور کے پاس کھڑا رہے۔

مسئلہ قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف سے واجب نہیں

مسئلہ بکری۔ بکرا۔ بھیڑ۔ دنبہ۔ گائے۔ بیل۔ بھینس۔ بھینسا۔ اونٹ۔ اونٹنی۔ اتنے جانوروں کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔ گائے بھینس اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ صرف گوشت کھانیکی نیت نہ ہو۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہوگا تو کسی کی قربانی درست نہیں ہوگی۔

مسئلہ قربانی کا گوشت تقسیم کرتے وقت ساتوں آدمی اپنا حصہ تول تول کر بانٹیں۔ اٹکل اندازے سے نہ بانٹیں ورنہ گناہ ہوگا۔

مسئلہ بکری سال بھر سے کم کی قربانی درست نہیں، جب پورے سال بھر کی ہو تو تب قربانی درست ہے۔ گائے بھینس دو سال سے کم کی قربانی درست نہیں۔ اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں۔ دنبہ بھیڑ اگر خوب موٹا تازہ ہو تو سال سے کم کا بھی درست ہے بشرطیکہ سال بھر کے دنبوں میں اگر اس کو چھوڑ دیں تو کچھ فرق معلوم نہ ہو۔

مسئلہ جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو یا بہت لنگڑا ہو جو چاروں پاؤں پر چل نہیں سکتا، یا بہت بیمار ہو یا تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹ گئی ہو، جس کا پیدائشی سینگ اگر جڑ سے نہیں ٹوٹا، خواہ تھوڑا ہی باقی ہو، تو بھی اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

مسئلہ اتنا دبلا جانور کہ اس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اگر کچھ دانت گر گئے لیکن زیادہ باقی ہیں تو اس جانور کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی قربانی درست ہے۔ خصی جانور کی قربانی بھی درست ہے۔

مسئلہ قربانی کا گوشت کم از کم تیسرا حصہ خیرات کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کر دے یا فروخت کر کے اس کی قیمت خیرات کرے۔

فائدہ قربانی کی کھال اور اس کی قیمت کا بہترین مصرف دینی مدارس ہیں۔ کھال کو اگر اپنے کام میں لایا جائے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ کچھ گوشت یا چربی یا چھیچھڑے یا کھال قصائی کو مزدوری میں نہ دے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے۔ اس مسئلے سے اکثر لوگ غافل ہیں۔

قربانی کے جانور کی زنجیر، رسی، جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کی جائیں:۔

اپیل

جمعیۃ علمائے اسلام مملکتِ پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطل کی تردید، فتنہ باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاءِ "کلمۃ الحق عند سلطان جائر" کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے ——

جمعیۃ سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک جانباز، مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی خدمات مسلّمہ ہیں تحریک بحالی جمہوریت، تحریک مقدس ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفےٰؐ اس پر شاہد عدل ہیں۔ جمعیۃ اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی ضروری ہے خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیۃ کی مخلصانہ سرگرمیوں کا مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط بنانے کے لیے جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم بنانا ازحد ضروری ہے۔

التماس

اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز بیت المال کیلیے

قربانی کی کھالوں کی رقوم ارسال کریں

(مولانا) محمد عبد اللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) عبید اللہ انور امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب
(مولانا) محمد ایوب جان بنوری امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد
(مولانا) مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ
(مولانا) عبد الواحد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: زکوٰۃ کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کیجائیں

انقلاب کی یہ تڑپ مولانا کے اپنے دل کی گہرائیوں سے اٹھی تھی اور انقلاب کا یہ فکر خود ان کے اپنے ذہن کا نتیجہ تھا۔

انہوں نے اس انقلابی فکر کو اپنے علم اور تقویٰ و بصیرت کی بھٹی میں برسوں تپایا اور آخر اس نتیجے پر پہونچے کہ لادینیت کے اٹھتے ہوئے سیلاب کا اگر کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے تو اس کی صورت صرف یہی ہے کہ اسلام کا نظام عدل و مساوات اس طرح نافذ کیا جائے کہ طبقاتی فرق کم ہو جائے اور عوام کو جہل اور فاقہ کشی اور غربت سے نجات دلائی جائے۔ مولانا کے نکتۂ نظر سے ایسا انقلاب صحیح معنوں میں مذہب کے اصل مقصد کا ترجمان ہوگا۔ یہ دین حق کا انکار نہیں کرے گا۔ البتہ جو لوگ دین کے نام سے خلق خدا کو لوٹنے کھسوٹنے کی اجازت دیتے ہیں ان کے حق میں یہ انقلاب سخت گیر ہوگا۔ مولانا کے نزدیک اس دینی انقلاب کا سب سے بڑا سرچشمہ قرآن کریم ہے جو تمام الہامی کتابوں کی انقلابی تعلیمات کے بنیادی اصولوں کا محافظ ہے۔ ضعیفی اور ضعف کے باوجود مولانا نے وطن واپس آنے کے بعد ایک دن بھی آرام نہ کیا۔ مارچ ۱۹۳۹ء میں مولانا کراچی آتے اور آتے ہی اپنے افکار و خیالات کی اشاعت شروع کر دی۔ مولانا فرداً فرداً ایک ایک سے ملے لوگوں کے دروازں پر دستکیں دیں۔ عام مجمعوں میں تقریریں کیں۔ نوجوان طلباء کو کالجوں اور عربی مدارس سے پکڑ پکڑ کر لاتے اور اپنی بات سمجھاتے اپنا پیغام دیتے۔ لائحہ عمل بتاتے اور مستقبل کی تعمیر کے متعلق غور و فکر کی دعوت دیتے۔ اس طرح جو لوگ مولانا کے ہم مشرب رہ چکے تھے اور اب ہمت ہار کر بیٹھ چکے تھے انہیں سمجھاتے اور غیرت دلاتے اور فرض کی قربان گاہ پر آنے کی دعوت دیتے۔ مولانا نے مضامین بھی لکھے اور اہم مسائل پر کتابیں بھی لکھوائیں جو نیاز مند درس کے کے لیے حاضر ہوتے انہیں شوق سے پڑھاتے اور اور اپنی یادداشتیں سناتے اور مہینوں تک اپنے خیالات قلم بند کرواتے رہتے۔ مولانا سراپا مجاہد تھے اور دل بے قرار کے مالک تھے۔ نہ آرام کی فکر نہ سہولتوں کے فقدان کا اندیشہ۔ بے سروسامانی کے باوجود ملک کا کونا کونا چھان مارا۔ کھانے کو نہ ہوتا تو "الفقر فخری" پر گزارا تھا۔ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ بیماریوں کے سخت حملے ہوتے لیکن عزم و ہمت کا یہ پیکر مردانہ وار پوری مستعدی کے ساتھ اپنا کام کیے جاتا۔ اس دوران میں آپ نے کئی ایک ادارے قائم کیے۔ متعدد درسگاہیں بنائیں اور شب و روز کاموں میں لگے رہے۔ مگر انتھک مشقتوں اور بیماریوں نے قویٰ میں آخرکار کمزوری پیدا کر دی۔ چنانچہ جون ۱۹۴۴ء میں مولانا سندھ کا دورہ فرما رہے تھے کہ صحت نے بالکل جواب دے دیا۔ آپ کے ساتھی بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر مولانا کو کراچی لائے اور کچھ عرصہ علاج ہوتا رہا۔ مگر کراچی سے وہ گوٹھ پیر جھنڈا چلے آئے اور آخر میں اپنی صاحبزادی اور نواسے کی درخواست پر دین پور ریاست بہاول پور آگئے اور وہیں ۲۲/ اگست ۱۹۴۴ء کو اس دار فانی سے انتقال کیا۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور ان کا پیغام زندگی آنی جانی چیز نہیں ہے۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ شاہ ولی اللہؒ کے علوم اور ان کی حکمت پر بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ چنانچہ مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم نے لکھا تھا کہ "مولانا سندھیؒ کے مضمون کو میں نے بغور پڑھا اور یقین کے ساتھ ختم کیا کہ بے شک مولانا کی نظر حضرت شاہ صاحب کے فلسفہ اور نظریات پر نہایت وسیع ہے"۔

واقعہ یہ ہے کہ جس قوم میں جہالت اور غربت عام ہو اور دولت محض چند ہاتھوں جمع ہو کر رہ جائے اس قوم کی بقا اور ترقی کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہتا۔ مولانا نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ مسلمانوں کو اگر باعزت طور پر زندہ رہنا ہے اور اپنے مذہب پر قائم رہنا ہے تو انہیں اسلام کے اس نظام حیات کو رائج کرنا ہوگا جو لوگوں کی جہالت کو علم کی روشنی سے بدل دے اور غربت و افلاس کی جگہ خوشحالی قائم ہو۔ مولانا آخر وقت تک مسلمانوں کو اسلامی اخوت اور باہمی اتحاد کی دعوت دیتے رہے۔ اور اسے دینی انقلاب سے تعبیر کرتے رہے۔

(بشکریہ آہنگ)

ایک ضروری اعلان

شہید اسلام مولانا شمس الدین شہیدؒ کے حالات زندگی، دینی و سیاسی خدمات، المناک شہادت پس منظر و تہ منظر، اسمبلی کے اندر و باہر تقاریر، انٹرویوز، افکار و خیالات اور شہیدؒ کو قومی پریس۔ قائدین سیاسی رہنماؤں اور شعراء کرام کے خراج عقیدت پر مشتمل دلآویز و حسین مرقع۔

رجلٌ رشید

شہیدؒ کے رفیق و جلیس جناب زاہد الراشدی کے قلم سے نظام شریعت کانفرنس کے موقع پر منظر عام پر آرہا ہے۔

خریدار حضرات درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں:

مکتبہ مدنیہ گلی نمبر ۱ جدید باغبانپورہ
گوجرانوالہ شہر

مدرسہ عربیہ مدنیہ کلورکوٹ

مدرسہ عربیہ مدنیہ کلورکوٹ زیر سرپرستی پیر طریقت حضرت مولانا خان محمد صاحب خانقاہ سراجیہ مدرسہ ہذا عرصہ تین سال سے قائم ہے جس میں دو سو طلباء حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ باہر کے طلباء بھی ہیں جن کے طعام و قیام کا مدرسہ کفیل ہے۔ مدرسہ کی اپنی ذرائع آمدنی نہیں ہے۔ اسوقت مدرسہ میں کمرہ کی تعمیر شروع ہے۔ درمند مسلمانوں سے اپیل ہے کہ اس کارخیر میں معاونت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

حافظ محمد زکریا صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ مدنیہ کلورکوٹ ضلع میانوالی

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے سوالات اور وفاقی وزراء کے جوابات

دینی، قومی وملی مسائل

سمگلنگ اور غیر ملکی سیاح

سوال: (حصہ د) سمگلنگ کے الزامات کی بناء پر گرفتار کئے جانیوالے غیر ملکیوں کی تعداد؟

جواب: بلوچستان اور سندھ کی صوبائی حکومتوں کے بارے میں سال ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۴ء (تا مئی ۱۹۷۴ء) کے لئے حسبِ وعدہ معلومات درج ہیں۔

بلوچستان — ۸۶ سندھ — ۵

وزارتِ صحت اور ڈرگ سٹور

سوال: کیا وزیر صحت و معاشرتی بہبود بیان فرمائیں گے؟ کہ

(الف) ان مقامات کے نام کیا ہیں جہاں فیئر پرائس ڈرگ اسٹور کھولے گئے ہیں؟

(ب) کسی فیئر پرائس ڈرگ اسٹور کو اندازاً کتنی رقم دی جاتی ہے؟

(پ) ان اسٹوروں کے مینجر مقرر کرنے کے لئے کیا معیار ہے؟

(ت) ان مینجروں کو کیا تنخواہ اور دیگر مراعات دی جاتی ہیں؟

جواب: خورشید حسن میر!

(الف) فیئر پرائس ڈرگ اسٹور کراچی، راولپنڈی، ملتان، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان اور کوئٹہ میں کھولے گئے ہیں۔

(ب) ان سٹوروں کے لئے مہیا کی گئی رقوم کی مقدار تقریباً کم از کم ایک لاکھ اور زیادہ سے زیادہ ساڑھے تین لاکھ ہے۔

(پ) چونکہ ابتداء میں صرف چند ہی فیئر پرائس ڈرگ اسٹور کھولے گئے تھے لہٰذا کوئی حتمی قابلیت مقرر نہیں کی گئی۔

(ت) مینجروں کو ماہوار مبلغ -/۵۵۰ روپے مجموعی تنخواہ اور -/۵۵ روپے خصوصی مہنگائی الاؤنس ملتا ہے۔ لاہور۔ راولپنڈی، پشاور اور کوئٹہ میں مینجروں کو سواری کے لئے موٹر سائیکل بھی مہیا کئے گئے ہیں۔

ادویات اور جنرک سکیم

سوال: کیا وزیر صحت وسماجی بہبود بیان فرمائیں گے؟ کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرک نام کی اسکیم کے نفاذ کے بعد درآمد کردہ ادویات کی قیمتیں تین گنا بڑھ گئی ہیں؟ اور

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اسکیم کے نفاذ کے بعد غیر ملکی کمپنیوں نے کروڑوں روپے کا منافع کمایا ہے؟

جواب: خورشید حسن میر!

تمام درآمد شدہ دواؤں کی قیمتیں اس وقت تقابل کے لئے دستیاب نہیں ہیں۔ درآمد شدہ یا مقامی طور پر تیار کردہ دواؤں کی قیمتیں مقرر کرنے کی تازہ ترین ترکیب جسے ۸ مئی ۱۹۷۳ء سے اختیار کیا گیا درج ذیل ہے۔

اصل ناموں کی سکیم کے بعد قیمتوں میں زیادتی	مستثنیٰ دوائیں	اصل ناموں کی دوائیں	کل
۵۰ فیصد تک	(۴۶)	(۸)	(۵۴)
	۲۳	۳	۲۶
۵۱ فیصد سے ۱۰۰ فیصد تک	۱۴	۳	۱۷
۱۰۱ فیصد سے ۱۵۰ فیصد تک	۴	۱	۵
۱۵۱ فیصد سے ۲۰۰ فیصد تک	۱	..	۱
۲۰۱ فیصد اور اس سے زیادہ تین گنا	۴	۱	۵

اس کے علاوہ شعبہ صحت سے ادویات کے اصل ناموں کی اسکیم کے اجراء کے بعد مختلف ذرائع سے درآمد کردہ قومی نسخوں کے مجموعے میں شامل کے قریب ادویات کی قیمتیں مقرر کی ہیں لیکن اصل ناموں کی سکیم کے اجراء سے پہلے کی قیمتیں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تقابل ممکن نہیں۔

دینی رسائل، اخبارات اور اشتہارات کی تقسیم

سوال: کیا وزیر اطلاعات ونشریات فرمائیں گے؟ کہ:۔

(الف) کیا یہ صحیح ہے کہ ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک کو اس کے حق کے مطابق سرکاری اشتہارات نہیں ملتے حالانکہ اس کے حسابات کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے ہر سال دو مرتبہ۔

(ب) کیا یہ صحیح ہے کہ سرکاری اشتہارات شائع کرنے کے لیے ادائیگی میں بے حد تاخیر کی جاتی ہے؟

(پ) کیا حکومت ایسے دینی اور ادبی رسالوں کو ان کے جائز حقوق اور مراعات دے گی؟

جواب: ملک محمد اختر

(الف) کوئی بھی رسالہ یا اخبار حق کے طور پر سرکاری اشتہارات کا دعویٰ نہیں کر سکتا جنہیں سرپرست محکمے ضرورت کے مطابق جاری کرتے ہیں۔ ذریعے کا انتخاب کرتے وقت اخبار کی تعداد اشاعت اور علاقہ ہدف میں اس کے اثر و رسوخ پر مناسب غور کیا جاتا ہے۔ ایک اور عنصر جو سرپرست محکمے کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے وہ کسی خاص اشتہار کے لیے مختص کی ہوئی رقم ہے۔

(ت) اشتہارات کی تقسیم کے لئے ذریعہ اظہار کا انتخاب کرتے وقت ہر قسم کے اخبارات و رسائل کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(پریس انفرمیشن ڈیپارٹمنٹ)

سوال: کیا وزیر صحت و سماجی بہبود ارشاد فرمائیں گے؟ کہ

(الف) ملیریا پروگرام پر اس کی ابتداء سے اب تک کتنا خرچ آیا ہے؟

(ب) کیا اس محکمہ کے ملازمین کے حقوق بابت تحفظ ملازمت اور تنخواہ کے سکیلوں کا تحفظ کیا گیا ہے؟

(پ) اگر (ب) بالا کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت ان سب ملازمین کو مستقل کرنے کا اعلان کرے گی؟

جواب: شیخ محمد رشید!

(الف) مغربی پاکستان میں ۱۹۶۰/۶۱ء میں انسدادِ ملیریا پروگرام کے آغاز سے لے کر ۱۹۷۲/۷۳ء کے مالی سال تک اس سارے پروگرام پر ۲۱،۸۹،۴۱،۰۰۰ روپے کے مصارف برداشت کئے جا چکے ہیں۔

(ب) جی ہاں! مرکزی انسداد ملیریا بورڈ اور وفاقی حکومت نے اس پروگرام کو صوبائی حکومتوں کو سپرد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مذکورہ بورڈ نے صوبائی حکومتوں سے یہ مزید سفارش کی ہے کہ وہ اس پروگرام کو صوبائی صحت سکیم میں مدغم کریں اور ملازمین کو مستقل کریں۔ صوبائی حکومتوں کی جانب سے بورڈ کی سفارش کی رسمی توثیق کا انتظار ہے۔ جب صوبائی حکومتیں اپنی منظوری کی بابت اطلاع دیں گی تو اس معاملہ کو وزیر اعظم کی حتمی منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔

(پ) اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

پٹرول ڈیلروں کے مسائل

سوال: کیا وزیر ایندھن، بجلی و قدرتی وسائل ازراہِ کرم ارشاد فرمائیں گے؟ کہ:-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ سے پٹرول ڈیلروں کی کمیشن میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے؟

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ کمیشن کی موجودہ شرح وہی ہے۔ جب پٹرول اور ڈیزل بالترتیب ۳ روپیہ اور ۱ء۲۵ روپیہ فی گیلن کے نرخ پر فروخت ہوتے تھے؟

(پ) آیا موجودہ مہنگائی اور ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر مراعات کے پیش نظر پٹرول کے بیوپاریوں کو فی الوقت جو کمیشن دیا جاتا ہے وہ ان کے تمام اخراجات پورے کرنے کے لیے کافی ہیں؟

(ت) کیا یہ امر واقعہ ہے۔ کہ تیل کی کمپنیاں قبل ازیں پٹرول کے بیوپاریوں کو متعدد مراعات دیتی تھیں جو کہ اب واپس لی جا چکی ہیں؟ نیز

(ٹ) کس پٹرول پمپ کو تیل کی فروخت سے اوسطاً کتنا منافع ہوتا ہے۔ اور کس پٹرول پمپ کے مصارف کتنے ہیں؟

(جواب) جناب محمد حنیف وزیر ایندھن، بجلی و قدرتی وسائل۔

(الف) یکم مارچ ۱۹۷۱ء سے پٹرول پر کمیشن کی شرح ۱۹ پیسے سے بڑھا کر ۲۵ پیسے فی گیلن اور ہائی اسپیڈ ڈیزل پر ۵ پیسے سے بڑھا کر ۱۰ پیسے فی گیلن کر دی گئی ہے۔

(ب) جی نہیں۔

(پ) جی ہاں مگر شرط یہ ہے کہ اخراجات معقول ہوں۔

(ت) تیل کمپنیاں دھماکہ خیز اشیاء کی فیس ادا کر رہی ہیں اور انہیں دیئے گئے ساز و سامان کی مرمت کراتی ہیں ان کمپنیوں نے یہ سہولتیں واپس نہیں لی ہیں۔ صرف ایک تیل کمپنی پہاڑی علاقوں میں اپنے پمپوں کو ۱ فیصد کمی کا الاؤنس دیتی تھی۔ جسے اب کمپنی نے اپنے منافع کی حد میں کمی کے پیش نظر واپس لے لیا ہے۔

(ٹ) اب بات کا دار و مدار تجارت کی مقدار، پمپ کی کارکردگی نیز اس کے محل وقوع پر ہوتا ہے۔ طبعی نمونوں کی بنیاد پر لیے گئے جائزوں سے ظاہر ہوا ہے کہ پٹرول پمپ کا اوسط روزانہ منافع اندازاً ۵۲ روپے اور اوسط ماہانہ خرچ اندازاً ۳۰۲۵ روپے ہوگا۔

صوبہ سرحد اور قومی تنخواہوں کے سکیل

سوال: (مولانا عبدالحق صاحب)

کیا وزیر مالیات بیان فرمائیں گے؟ کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت شمال مغربی سرحدی صوبہ نے وفاقی حکومت کے لیے قومی تنخواہ سکیل کا اعلان ابھی تک نہیں کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نئے قومی تنخواہ سکیل صوبہ سرحد میں تاحال رائج نہیں کئے گئے نیز

(پ) اگر مندرجہ بالا (الف)، (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو اس کی وجوہ بیان کی جائیں؟

جواب: ڈاکٹر مبشر حسن

(الف) جی نہیں!

(ب) جی نہیں!

(پ) سوال پیدا نہیں ہوتا۔

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

مشاہیرِ اسلام

قدوۃ الفقہاء والمحدثین

سید نفیس الحسینی

حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ

پھر جب سنہ ۱۳۱۱ھ میں بہ معیت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی حج کو تشریف لے گئے تو وہاں فقیر کی اجازت سے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح سے بیعت کی اور فوائد صحبت حاصل کیے۔ اور حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کی معیت میں جناب شیخ القرّاء قاری عبداللہ صاحب سے مکہ معظمہ میں چھ ماہ علم قرأت اور تجوید حاصل کیا اور مدینہ منورہ میں حضرت شیخ علی طاہر محدث مدینہ سے حدیث کی اجازت اور سند لی اور اجازت آپ کو حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مراد آبادی سے تھی۔ بعد واپسی سفر حجاز و اماکن مقدسہ کے گنگوہ جاکر آپ نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب، محدث گنگوہی رح سے بیعت کی اور پندرہ سال تک آپ سے استفادۂ علوم طریقت کا کرتے رہے اور نعمت خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ ہر سال ایک بار اور کبھی دو بار اور کبھی تین بار گنگوہ حاضر ہوتے تھے۔ اور کبھی کئی ماہ تک مقیم رہ کر تعلیم اور تربیت اور فیض باطن حاصل کرتے تھے۔ زمانۂ سلوک میں آپ نے سخت مجاہدات اور ریاضات کیے ہیں۔ بہتوں گنگوہ میں رات رات بھر بیدار رہتے اور غذا مقدار قلیل میں کھاتے۔ حضرت مولانا کی آپ پر خاص توجہ اور شفقت تھی۔ اور آپ کو بہت ہی عزیز رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز فرمایا "مجھ میں اور مولوی صادق الیقین میں کچھ فرق نہیں"۔ ایک روز مولانا محمد یحییٰ صاحب نے حضرت مولانا سے عرض کیا کہ میں اپنی محرومی کا سبب یہ سمجھتا ہوں کہ مجھ سے حضرت کی مجلس کا ادب نہیں ہوتا۔ میرے سوا اور حضرت کے خدام اس کو پورے طور پر بجا لاتے ہیں۔ مولوی صادق الیقین صاحب کی یہ حالت ہے کہ کبھی بے وضو حضرت کے سامنے نہیں آتے اور کبھی بے وضو حضرت کی مجلس میں نہیں بیٹھتے۔ حضرت کی کوئی چیز بے وضو نہیں چھوتے، بخلاف میرے کہ مجھ سے مجلس شریف کا کچھ احترام نہیں ہو سکتا ارشاد فرمایا! "میں نے اپنے تمام مجمع میں دو با ادب چھانٹے ہیں۔ ایک تم کو، دوسرے مولوی صادق الیقین کو۔ آپ اتباعِ سنّت اور پابندی شریعت کے بیحد عاشق اور شیدا تھے۔ آپ کی استعداد فارسی میں بھی نہایت کامل تھی۔ اور خطِ نستعلیق کے خوشنویس تھے۔ چند کتابیں آپ کی تصنیف ہیں۔ شوال سنہ ۱۳۳۲ھ میں مکہ معظمہ آپ نے ہجرت فرمائی اور بعد حج مکہ معظمہ میں ۱۳۲۴ ہجری میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مرقد جنّت المعلیٰ میں شعبۃ النور کے اندر حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزار مبارک کے قریب ہے۔

(شمس العارفین صد ۹۴ تا ۹۵)

حضرت شاہ سراج الیقین رحمۃ اللہ کا ایک رسالہ "زیارت نامہ یعنی زیارت اولیائے کاملین" بھی ہے۔ یہ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ سن تالیف ۱۳۳۱ھ ہے۔ حضرت مؤلف آغاز رسالہ میں لکھتے ہیں:

فقیر محمد سراج الیقین عفا عنہ اپنی ہفتاد و نہ سالہ (۷۹) عمر میں چند بزرگان دین یعنی حضرات اولیاء کاملین کی زیارت سے شرفیاب ہوا۔ چنانچہ ان کی مجمل حالات فیض سمات کو اس خیال سے قلمبند کرتا ہوں تاکہ فقیر کی رحلت کے بعد یادگار رہوں۔"

رسالہ کے صد ۲۲ پر حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی اور حضرت شیخ الاسلام مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری عمت فیوضاتہم فی زمانہ ایسے بزرگ ہیں کہ شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت، فقر و درویشی میں فقیر ہی کے نزدیک نہیں بلکہ بالاتفاق سب کے نزدیک تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔

آپ کے تالیفات و تصنیفات سے سارے دنیا کے مسلمان مستفیض ہو رہے ہیں خصوصاً کتاب بہشتی زیور، تعلیم الدین وغیرہ آپ نے ایسی تصنیف فرمائی ہے جس سے تمام مسلمانان ذکور و اناث کو فوائدِ عظیم پہنچ رہے ہیں۔ خداوندِ تعالیٰ اس کی جزائے خیر آپ کو دارین میں عطا فرماتے اور آپ کے

ارشادات سے تا قیامت لوگ فیضیاب بہرہ مند ہوتے رہیں۔

ازانجملہ جناب مولانا مقتدانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری عمت فیضہم و دامت برکاتہم ہیں۔

آپ ہندوستان کے مشاہیر علماء و اکابر فضلاء میں سے ہیں آپ کے فضل و کمال کا حال مکہ معظمہ کے سفر میں فقیر کو پورے طور سے معلوم ہوا۔ بمبئی سے تا جہاز اور جہاز سے تا مکہ معظمہ سے تا مدینہ منورہ برابر آپ کے حالات فقیر کے پیش نظر رہے اور مدینہ منورہ میں آپ نے خاص اپنی ہی قیامگاہ پر فقیر کو جگہ عنایت فرمائی۔ اسی وجہ سے ہمہ وقت آپ کے حالات فیض سمات پیش نظر رہتے تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ارباب مدینہ منورہ کس قدر آپ کا اکرام فرماتے تھے۔ اور ہمہ وقت آپ کا درس مدینہ منورہ میں جاری رہتا تھا۔ حتیٰ کہ جب آپ عازم حرم محترم ہوتے تھے تو طلبا کھلی ہوئی کتابیں ہاتھوں میں لیے اسباق پڑھتے جاتے تھے اور بے تکلف آپ کا درس جاری رہتا تھا۔ مدینہ منورہ سے مراجعت کے وقت تا شہر ینبوع میں نے دیکھا کہ جس مقام پر آپ پہنچتے تھے وہاں کے حضرات بیحد آپ کی تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ یہاں کے باشندوں کے سرغنہ اور مقتدا ہیں۔ اللہ اکبر! جس بزرگ کی تعظیم و تکریم ایسے مقامات محمودہ کے حضرات فرمائیں اس کی شان عظمت و علو مرتبت کی کوئی حد ہو سکتی ہے؟ جاتے وقت شہر بمبئی سے تا جہاز اور جہاز سے تا مکہ معظمہ فقیر برابر یہ دیکھتا جاتا تھا کہ تمام ارباب قافلہ وغیرہم سب آپ کو اپنا پیشوا مقتدا جانتے اور اس قدر آپ کی تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ جس کی حد و پایان نہیں ہے۔ آپ نے کئی حج کیے ہیں۔ فقیر جس سال گیا ہے اس سے بیشتر شاید دو حج آپ کر چکے تھے اور سال پیوستہ میں پھر تشریف لے گئے تھے۔ بہرحال آپ کی ذات مقدس ہندوستان میں از حد غنیمت ہے۔ خداوند تعالیٰ ذات ستودہ صفات کو سلامت با کرامت رکھے اور آپ کا فیض تا قیامت قائم و برقرار رہے آپ اپنے وطن خاص سہارنپور کے مدرسہ میں افسر مدرس ہیں۔ اصل یہ ہے کہ فقیر سراپا تقصیر کے قلم میں یہ قدرت نہیں کہ آپ کے کمالات برگزیدہ و اوصاف حمیدہ کو احاطہ تحریر میں لا سکے۔ فقط

"زیارت نامہ"

کے صفحہ ۲۴ پر اپنے فرزند عالیشان شاہ صادق الیقین رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے: فرماتے ہیں:

برخوردار عالی تبار مولوی صادق الیقین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا پردادا، حضرت شاہ مولانا محمد حمدانی صاحب و حضرت شاہ مولانا نجات اللہ صاحب، محب صادق قاری کے خاص قدم بقدم تھے۔ ان کی بزرگی اور عظمت کا حال کوئی گنگوہ شریف و تھانہ بھون اور سہارنپور اور دیوبند وغیرہ کے حضرات علماء سے استفسار کرے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنگوہی ایک روز بیخودانہ زبان حال سے فرما اٹھے کہ "مجھ میں اور مولوی صادق الیقین میں کچھ فرق نہیں" اس ارشاد سے ان کی بزرگی اور علو مرتبت کو دیکھنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ مکہ معظمہ میں ان کے انتقال کا ہونا اور جنازے کا حرم محترم کے اندر لے جانا اور ملتزم شریف کی دیوار سے ملا کر جنازے کا رکھا جانا اور نماز ظہر کے بعد حنفی مصلے کے امام صاحب کا مع جماعت ان کے جنازے کی نماز پڑھانا اور گورستان جنت البقیع میں جگہ پانا۔ شعبۃ النور میں مدفون ہونا ان کی کرامت اور عظمت کی دلیل روشن اور مبرہن ہے۔ آپ سندی عالم، سندی فاضل، سندی محدث، سندی درویش اور قاری بھی تھے دو مرتبہ حج کو تشریف لے گئے۔ دوسری مرتبہ حج کے بعد وہیں انتقال ہوا۔

إنا لله وإنا إليه راجعون

باہمی تعاون سے قرآن پاک کی اشاعت

ترجمہ اردو شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ — تفسیر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

جواب تک لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے

ایمی ٹیشن آرٹ پیپر، رنگین طباعت، سائز ۲۰×۳۰/۸ عمدہ ریگزین کی طلائی جلد

ہدیہ: -/۷۰ روپے رعایتی: -/۴۰ روپے محصول ڈاک بذمہ خریدار

۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ تک ... پیشگی آرڈر پر ہوگی

دس نسخے یکجا منگوانے پر ایک نسخہ مفت و محصول ڈاک معاف

جملہ احباب کو مطلع کیجیے تاکہ ارزاں ہدیہ پر ہر کوئی حاصل کر سکے

ہم زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع کرنا چاہتے ہیں تعاون فرمائیے

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ ۳۲ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

ناشران، تاجران کتب عالیہ اسلامیہ

محمد فاروق قریشی

طُلبا کی غیر موجودگی میں پولیس کا ہاسٹل کے کمروں کی تلاشی لینا تعلیم گاہوں کے تقدس کے منافی ہے۔

جاوید ابراہیم پراچہ

طلباء کو اسلامی نظام کے لیے متحد ہو جانا چاہیے (فضل الرحمٰن)

اسلام مکمل نظریہ حیات ہے (سید مطلوب علی زیدی)

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے نائب صدر جناب جاوید ابراہیم پراچہ جو گذشتہ دنوں مرکزی دفتر میں کارکنوں کو صوبہ سرحد کی صورت حال بتا رہے تھے۔ کہا ہے کہ حکومت صوبہ سرحد کو بلوچستان بنانے کے درپے ہے۔ قتل شیرپاؤ کی آڑ میں پورے صوبہ میں دہشت گردی کا بازار گرم کیا گیا۔

پشاور یونیورسٹی میں حالات کو قصداً ابتر بنایا گیا۔ موجودہ حکومت نے طلباء برادری میں بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ طلباء سکون سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ شروع میں پی ایس ایف کے ذریعہ پشاور یونیورسٹی میں ہنگامے کرائے گئے۔ لیکن جب طلباء کی دوسری تنظیموں نے جواب دینے کی کوشش کی تو پروگرام کے تحت یونیورسٹی اور ملحقہ تمام تعلیمی ادارے بند کر دیے گئے۔ طلباء کو ہاسٹل خالی کرنے پر مجبور کیا گیا، لیکن جب طلباء اپنے گھروں کو چلے گئے تو رات گئے بلا اجازت پولیس کے بھاری دستوں نے یونیورسٹی اور ملحقہ کالجوں کے ہوسٹل کا محاصرہ کیا اور بند کمروں کے تالے توڑ کر تلاشی لی گئی جو صریحاً آئینی خلاف ورزی ہے اور ویسے بھی اخلاق اور اصول معاشرت کے منافی ہے۔ بہرحال کمروں سے "معجزانہ طور پر" اسلحہ "برآمد" کیا گیا۔ نہ صرف کمروں سے بلکہ کالج اور یونیورسٹی کے گراؤنڈ کو کھود کر بھی اسلحہ "دریافت"، کیا گیا۔

حالانکہ کوئی بھی شخص اپنا اسلحہ اپنے سے جدا نہیں کر سکتا۔ طلباء اگر اسلحہ رکھتے تو وہ کمروں میں چھوڑ کر نہ جاتے بلکہ اپنے ساتھ گھروں کو لے جاتے۔

پراچہ صاحب نے کہا کہ یہ طلباء میں خوف و ہراس پھیلانے کے لیے قصداً کیا جا رہا ہے تاکہ طلبہ ملکی مسائل میں دلچسپی لینے کے بجائے اپنی ہی عافیت کی تلاشی میں سرگرداں رہیں۔

جناب پراچہ صاحب نے زوردار الفاظ میں کہا مرکزی حکومت ملک میں خانہ جنگی کرانا چاہتی ہے جس کی ابتدا تو بلوچستان میں کی گئی مگر اسی ڈرامے کا دوسرا سین سرحد میں سٹیج کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے اور شیرپاؤ کا قتل، عبدالولی خان اور ان کے ساتھیوں کی گرفتاری، نیپ پر پابندی۔ صوبہ سرحد میں طلباء کی وسیع پیمانے پر گرفتاری۔ گورنر راج کا قیام، اسمبلی کا تعطل، غیر منتخب افراد کا مشیر مقرر کیا جانا سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

پشاور یونیورسٹی یونین کے صدر مسٹر افراسیاب خٹک، کے بارے میں سرکاری بیانات متضاد نوعیت کے شائع ہو رہے ہیں جس سے یہ خدشہ ہوتا ہے کہ شاید حکومت نے ان پر کسی قسم زیادتی کی ہے۔ صوبہ سرحد میں پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن اور جمعیۃ طلباء اسلام کے سینکڑوں کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

کبیر والا

کبیر والا۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے ناظم عمومی جناب سید مطلوب علی صاحب زیدی اور صوبہ سرحد کے رہنما جناب فضل الرحمٰن صاحب نے ملتان سے لاہور جاتے ہوئے کبیر والا میں مختصر قیام کیا۔ جمعیۃ طلباء اسلام کبیر والا نے اپنے رہنماؤں کی آمد پر ایک اجلاس کا اہتمام کیا جس کی صدارت مولانا محمد اسماعیل صاحب نے کی۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب فضل الرحمٰن نے کہا کہ طلباء کو اسلامی نظام کے لیے متحد اور منظم ہو جانا چاہیے۔

اس مقصد کے حصول کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے۔ صاحبزادہ فضل الرحمٰن نے کہا کہ آدمی زندگی ایسی گزارے کہ جب موت آئے تو دنیا افسوس کرے اور وہ خود خوش و خرم اور کامیاب ہو کر جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے سید شمس الدین شہیدؒ کی مثال پیش کی۔

آخر میں مرکزی ناظم عمومی جناب زیدی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج یہ کہا جاتا ہے کہ علماء نظام حکومت چلانے کے اہل نہیں، حالانکہ

اس بات میں ذرہ برابر حقیقت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اورنگ زیب عالمگیر جو ایک عالم دین اور درس نظامی کے فارغ التحصیل تھے انہوں نے برصغیر ۵۲ سال بحسن و خوبی حکومت کی اور حال ہی میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے صوبہ سرحد میں نظام حکومت چلا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ علماً نظام حکومت بخوبی چلا سکتے ہیں۔

احمد پور شرقیہ

گذشتہ دنوں جمیعۃ طلباء اسلام احمد پور شرقیہ کا اجلاس زیر صدارت جناب سید عطاء اللہ شاہ صاحب منعقد ہوا۔ سب سے پہلے جناب حافظ عطاء اللہ بیگ نے طلباء کو جمیعۃ طلبأ اسلام کے پروگرام سے روشناس کرایا۔ انہوں کہا کہ جمیعۃ طلباء اسلام علماء حق کی رہنمائی میں اسلامی نظام تعلیم کے نفاذ کی جدوجہد کر رہی ہے۔

اس کے بعد صاحب صدر نے برصغیر میں علماء دیوبند کی قربانیوں سے طلباء کو آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج کے دور میں اپنے اسلاف کی یادگار مولانا مفتی محمود ہیں اور حضرت مفتی صاحب ہی ایسی شخصیت ہیں جو اس بچے کھچے پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنا سکتے ہیں۔ آخر میں آئندہ کے لیے مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر: جناب ملک خادم حسین خادم
نائب صدر: " مرزا ضیاء الدین صاحب
ناظم عمومی: " حافظ شعیب احمد بیگ
ناظم: " محمد اکبر خان خاکوانی
ناظم مالیات: " شبیر محمد قریشی
معاون: انیس الرحمن قریشی
ناظم نشریات: " رشید احمد صاحب عباسی

کہروڑ پکا

جمیعۃ طلباء اسلام کہروڑ پکا کا ہنگامی اجلاس جناب محمد انور صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں جناب عبداللطیف فاروقی صوباتی

خازن جناب عبدالرؤف ربانی، حافظ محمد اکمل مرزا لیاقت علی اور جناب عبدالعزیز صاحب نے خطاب کیا۔

مقررین نے شیر پاؤ کے قتل کی آڑ میں غنڈہ گردی اور سیاسی جماعتوں کے دفاتر کو جلانا، اور جمیعۃ علماء اسلام کے دفتر میں قرآن کریم جلانے پر حکومت کی زبردست مذمت کی۔

صوبہ سندھ کے نائب صدر کا دورۂ خیرپور

جمیعۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے نائب صدر جناب عبدالسمیع صاحب نے گذشتہ دنوں ضلع خیرپور کی شاخوں، پنو عاقل، گھوٹکی، گاڑھی لودی، پریالو کا سہ روزہ دورہ مکمل کیا۔

گھوٹکی میں مقامی کارکردگی کا جائزہ لینے کے بعد طلباء کو بتایا کہ اسلامی نظام حیات کو رائج کرانے کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کو پوری طرح سے سمجھیں تاکہ اسلام کی برتری ہر شعبہ زندگی میں دوسرے ازموں پر ثابت کر سکیں۔ پنو عاقل میں طلباء کے اجلاس خطاب کرتے ہوئے صوبائی نائب صدر نے کہا کہ جب تک پہاڑ جیسی استقامت اور مٹی جیسی تواضع پیدا نہیں ہوگی اس وقت تک تنظیم مضبوط نہیں ہو سکتی۔

گاڑھی موری اور پریالو میں طلباء کو احساس دلایا کہ آج باطل نظریات کی حامل تنظیمیں اپنے مقاصد کے حصول میں جتنی جدوجہد کر رہی ہیں جب تک ہم ان سے زیادہ جدوجہد نہیں کریں گے کامیاب نہیں ہوں گے۔

پنو عاقل کے دورہ پر صوباتی نائب صدر نے اپنی نگرانی میں مقامی انتخاب کرایا جو حسب ذیل ہے:

صدر: جناب عبدالحمید شیخ
نائب صدر: " عبدالجبار شیخ۔
ناظم عمومی: جناب عبدالقدیر شیخ
ناظم: " الطاف حامد شیخ
ناظم مالیات: " امداد اللہ کورائی۔
ناظم نشریات: " عبدالستار عباسی

پنو عاقل

جمیعۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے رہنما جناب امیر حمزہ کی رہائی کے موقع پر گذشتہ دنوں جمیعۃ طلباء اسلام پنو عاقل نے جناب حمزہ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا جس میں طلباء کے علاوہ شہر کے معززین نے بھی شرکت کی۔

جناب حمزہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمیعۃ طلباء اسلام کا مقصد علماء حق کی رہنمائی میں رضائے الٰہی کے حصول کے لیے جدوجہد ہے۔ ہم شب و روز اس مقصد کے حصول کے لیے سرگرداں و کوشاں ہیں۔ جمیعۃ طلباء اسلام کی جدوجہد اس وقت تک جاری رہے گی تاوقتیکہ اپنی منزل پر پہونچ جائیں۔

احباب متوجہ ہوں

نظام شریعت کانفرنس منعقدہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ مارچ ۱۹۷۵ء لاہور کے موقع پر جمیعۃ طلباء اسلام پاکستان کا علیحدہ کیمپ لگایا جائے گا لہٰذا جمیعۃ طلباء اسلام پاکستان کی تمام شاخیں اس سلسلہ میں جدوجہد جاری رکھیں اور تنظیم و اتحاد کو برقرار رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ طلبہ کو اپنے پروگرام سے روشناس کرانے کے لیے، ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد میں شریک ہونے کے لیے نظام شریعت کانفرنس لاہور میں شرکت کی تیاریاں زور شور سے جاری رکھیں اور حسب ہدایات اپنے پروگرام سے فوری طور پر مطلع کریں۔

سید مطلوب علی زیدی

جمیعۃ طلباء اسلام کی تمام ڈاک میکلوڈ روڈ کے پتہ پر ارسال کی جائے۔

حکومت نیپ رہنماؤں کو فوراً رہا کر کے صفائی کا موقع دے

خانپور - جمعیۃ علماء اسلام کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت قائم مقام امیر حاجی مطیع الرحمن درخواستی منعقد ہوا۔ جماعتی کارکردگی اور موجودہ سیاسی صورت حال پر غور کیا گیا۔ ملک میں روز افزوں بدامنی کو حکومت کی نااہلی سے تعبیر کیا گیا۔ اجلاس کے آخر میں اتفاق رائے سے درج ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

۱- ڈرامائی انداز میں "نیپ" پر پابندی کو جمہوریت کے منافی قرار دیا گیا۔ اس قسم کے ہتھکنڈوں سے حکومت کا مقصد ملک میں یک جماعتی نظام کے لیے راہ ہموار کرنا ہے۔ حکومت فوراً نیپ رہنماؤں کو رہا کر کے کھلی عدالت میں صفائی کا موقع دے۔

۲- اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ شیرپاؤ اور دیگر سیاسی مقتولین کے قتل کی تحقیقات اعلیٰ عدالت سے کرا کر اصل مجرموں کو سزا دے اور بے گناہ اسیران کو جلد سے جلد رہا کرے۔

تنظیمی دورے

رحیم یار خان - جمعیۃ علماء اسلام رحیم یار خان کے ایک وفد نے مولانا قاری حماد اللہ شفیق کی قیادت میں تحصیل خانپور کا تنظیمی دورہ کیا۔ ۹ فروری کو ہیجا بیجا، بستی ندکالو، بستی لاٹکی ۱۰ فروری بستی دنیاپور، چک نمبر ۱۳۶ - بستی رحیم بستی چاہ لال والا۔ ہر جگہ اجلاس ہوتے رہے۔ مولانا حماد اللہ شفیق نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ اسلام کی سربلندی کے لیے منظم ہو کر کام کریں۔

ناظم عمومی: حکیم خادم حسین
ناظم: فرید احمد صاحب
خازن: مولوی محمد عبد اللہ صاحب

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ

آپ نے کہا کہ مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ دی ہے ہر طرف ظلم و بربریت کا دور دورہ ہے۔ مولانا عبد الصبور خان ڈاہر نے بھی اجلاس سے خطاب کیا۔ آپ نے مفتی محمود کے دور حکومت کی اصلاحات پر اظہار خیال کیا۔

۱۶ فروری کو جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر مولانا غلام ربانی نے بستی کا مومن میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ملک کے بگڑتے ہوئے حالات پر بالتفصیل روشنی ڈالی۔ اجلاس میں ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ دیہات میں آٹا ضرورت کے مطابق مہیا کیا جائے اور نہری پانی کے کوٹے میں اضافہ کیا جائے۔

۱۹ فروری کو چک نمبر ۱۹۵ ایف باڑہ۔ چک نمبر ۸ بی، چک نمبر ۱۹۵، چک نمبر ۱۹۷، چک نمبر ۱۹۹، چک نمبر ۱۹۳، چک نمبر ۱۲۴، چک نمبر ۱۹۱ کے جماعتی کارکنوں کے اجتماعات سے خطابات کیے گئے۔ ۲۲ فروری کو بیجانند کالو میں حکیم اللہ دین صاحب کی صدارت میں اجلاس ہوا۔ مولانا حبیب الرحمن نے جمعیۃ کا تعارف کرایا اور درج ذیل انتخاب عمل میں آیا:

امیر- حکیم اللہ دین صاحب
نائب امیر: رئیس کرم الہی صاحب
نمبر ۲: منشی خان محمد صاحب

تحصیل پسرور ۱۹ فروری کو تحصیل پسرور کا ایک اجلاس مولانا رشید احمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مختلف مقامات پر جلسوں کے پروگرام بنائے گئے۔ جلسوں سے ضلع سیالکوٹ کے ناظم عمومی مولانا محمد اسماعیل، مولانا رشید احمد مولانا محمد رفیق اور سائیں محمد حیات کے خطابات کا فیصلہ کیا گیا۔ نظام شریعت کانفرنس کو کامیاب بنانے پر زور دیا گیا۔

تحصیل ڈسکہ میں ایک اجلاس ضلع سیالکوٹ کے امیر مولانا فیروز خان صاحب کی صدارت میں ہوا۔ مختلف مقامات پر جلسے اور کارکنوں کے اجتماعات منعقد کیے گئے۔ تقریباً ۱۲ مقامات پر جلسوں کا پروگرام ہوا۔ مولانا فیروز خان صاحب مولانا محمد اسماعیل قاسمی، مولانا محمد رفیق صاحب اور مولانا عبد الوہاب نے جمعیۃ کا پروگرام پیش کیا۔ سیالکوٹ میں جلسے میں مولانا محمد اسماعیل نے مولانا فیروز خان صاحب کے گھر اور مدرسہ میں پولیس کے چھاپے مارنے کی مذمت کی۔ مولانا نے نظام شریعت کانفرنس کے سلسلے میں کہا کہ ضلع کے تمام کارکن اور رضاکاروں کی رپورٹ جلد ضلعی دفتر کو ارسال کی جائے۔ تحصیل نارووال کے دورے کا بھی پروگرام بنایا گیا۔ جمعیۃ طلباء اسلام ضلع سیالکوٹ کے صدر محمد اقبال فاروقی نے طلباء سے اپیل کی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ نظام شریعت کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

ضلع جیکب آباد کی مجلس شوریٰ

گذشتہ دنوں ضلع جیکب آباد کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

کندہ کوٹ میں بسلسلہ نظام شریعت کانفرنس منعقد ہوا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ضلع جیکب آباد کی مندرجہ ذیل تحصیلوں سے فنڈ وصول کیا جائے تحصیل کندہ کوٹ ۵۰۰ روپے، تحصیل ٹھل نو ۵۰۰ روپے، تحصیل جیکب آباد ۳۰۰ روپے، اور تحصیل گڑھی خیرو سے ۲۰۰ روپے۔ آخر میں جمعیۃ کے کارکنوں سے نظام شریعت کانفرنس میں زیادہ سے زیادہ شرکت کی اپیل کی گئی۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ کا اجلاس

کوٹ ادو میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفرگڑھ کا ایک اہم اجلاس ضلعی امیر پیر عبدالرزاق شاہ صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ چوہدری شوکت علی اور پیر عبدالرزاق شاہ صاحب نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ نظام شریعت کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔ اپنے اپنے علاقوں میں تیزی سے کام کریں اور فنڈ فراہم کر کے ضلع دفتر کو اطلاع کریں۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے درج ذیل کنوینر مقرر کیے گئے:

تحصیل علی پور۔ پیر عبدالرزاق شاہ صاحب
تحصیل مظفر گڑھ۔ حافظ محمد احمد صاحب، خانگڑھ مولانا محمد یار صاحب۔ کوٹ ادو۔ چوہدری شوکت علی اور مولانا عبدالجلیل۔ لیہ: مولانا محمد حسین صاحب اور مولانا عبدالمجید صاحب۔ ۵ افراد قبل از وقت لاہور پہنچنے کے لیے منتخب ہوئے۔

ایک قرارداد کے ذریعہ خان عبدالقیوم خان کے بیانات اور شاہ جمال میں ریچھوں اور کتوں کی لڑائی پر مشتمل دنگل کی مذمت کی گئی۔

اجتماعات

جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ شہر کے مختلف علاقوں میں اجتماعات منعقد کر کے عوام کو جمعیۃ کے پروگرام سے روشناس کرایا جائے اور حالات حاضرہ پر تبصرہ کیا جائے۔ درج ذیل مقامات پر اجتماعات منعقد ہوئے:

۱۔ محلہ مومن پورہ ۲۔ جامع مسجد اتاولی ۳۔ جامع مسجد اسلامیہ محلہ قسانہ ۴ مسجد رانا کالونی ۵۔ جامع مسجد محلہ چنداں والا ۶۔ جامع مسجد بڈھوالہ ۷۔ مسجد تقویٰ جھنگ شہر ۸ جامع مسجد محلہ پپلی والہ ۹۔ ماچھی والہ اور داسو آستانہ۔

ان تمام اجتماعات سے جن حضرات نے خطابات کیے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

مولانا ولی اللہ صاحب، مولانا حق نواز صاحب، مولانا محمد شفیع صاحب، مولانا قاری غلام محمد صاحب، مولانا محمد فاروق صاحب، مولانا نصیر علی قریشی، مولانا ظہور احمد، مولانا رشید احمد مدنی اور مولانا مفتی عبدالحلیم صاحب۔

مقررین حضرات نے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد بیان کیے نظام شریعت کانفرنس میں کارکنوں سے کثیر تعداد میں شرکت کی اپیل کی۔ ایک قرارداد کے ذریعہ ملک سے غنڈہ گردی ختم کرنے اور سیاسی اسیروں کو رہا کرنے کا مطالبہ کیا۔

ٹھل شہر میں امیر جمعیۃ علماء اسلام کا ورود مسعود

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر سید محمد شاہ امروٹی ٹھل نو میں تشریف لائے۔ مکی مسجد میں عشاء کے بعد جلسہ کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مولوی رحمت اللہ صاحب ناظم جمعیۃ ٹھل نو نے خطاب فرمایا۔ بعد ازاں حضرت شاہ صاحب مدظلہ نے جمعیۃ کی پالیسی اور حالات حاضرہ پر مفصل خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ موجودہ حکومت نے رابطہ عوام کے تمام راستے مسدود کر دیے ہیں۔ سیاسی مخالفوں کو پابہ زنجیر کیا جا رہا ہے۔ ملک کا امن تہ و بالا ہے۔ اس پر دعویٰ ہے کہ ملک میں جمہوریت ہے۔ اگر یہ جمہوریت ہے تو آمریت کیا ہوگی۔ آپ نے جمعیۃ کے صوبائی دفتر کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کارکنوں کو تندہی و تیزی سے کام کرنے کی تلقین کی۔

کمالیہ کا پندرہ روزہ اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام کمالیہ کا پندرہ روزہ اجلاس زیر صدارت مولانا محمد اختر صدیقی ناظم عمومی ضلع لائل پور منعقد ہوا۔ کمالیہ جمعیۃ کے ناظم مولانا حفیظ الرحمن عابد نے جمعیۃ علماء اسلام کا پروگرام اور ملک کی موجودہ صورت حال پر تقریر کی۔ درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ شیر باؤ کے اصل قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور بے گناہ افراد کو رہا کیا جائے۔

۲۔ خان عبدالولی خان اور نیپ کے دیگر رہنماؤں کو رہا کر کے سپریم کورٹ میں صفائی کی سہولت فراہم کی جائے۔ جمعیۃ پشاور کے دفتر پر حملہ کرنے والوں کو گرفتار کیا جائے۔ آخر میں مولانا عبیداللہ احرار کی وفات پر اظہار افسوس اور دعاء مغفرت کی گئی۔

بار ایسوسی ایشن کمالیہ

بار ایسوسی ایشن کمالیہ کے سال رواں کا انتخاب ہوا جس میں جمعیۃ علماء اسلام کمالیہ کے امیر چوہدری ضیاء الدین صاحب ایڈووکیٹ بار ایسوسی ایشن کمالیہ کے بلا مقابلہ صدر منتخب ہو گئے۔

جمعیۃ علماء اسلام پسرور

جمعیۃ علماء اسلام پسرور نے اپنے ایک اجلاس میں اے سی پسرور کے اس اقدام کی سخت مذمت کی ہے جس کے ذریعہ مسجد سیداں بن باجوہ میں قادیانیوں کو عبادت کرنے کی اجازت دی ہے۔ جب کہ قادیانیوں کا صرف ایک گھر ہے۔

ٹیلیفون نمبر ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

اس سے خطرہ ہے کہ شہر کا امن تباہ ہو جائے۔ حکومت کو چاہیے کہ فوراً مسجد میں قادیانیوں کا داخلہ بند کریں۔

چشتیاں کا تعزیتی اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام چشتیاں نے اپنے ایک ہنگامی اجلاس میں جمعیۃ کے سرگرم کارکنوں جناب امام الدین اور جمال الدین کی المناک موت پر اظہار افسوس کیا اور مرحومین کے لیے دعائے مغفرت و پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی تلقین کی

پنڈ دادن خان

جمعیۃ کے مخلص کارکن محمد رمضان احرار گذشتہ دنوں وفات پا گئے۔ مولانا محمد اکرم صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ مرحوم نے تمام زندگی علماء حق کے ساتھ گزاری اللہ تعالیٰ مغفرت کریں اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں۔ آمین۔

اظہار تعزیّت

کروڑ لعل عیسن میں جمعیۃ کا ایک اجلاس ہوا جس کی صدارت جمعیۃ کے سرپرست حافظ محمد بخش نے کی۔ مقامی صدر عبدالرؤف ناصر نے خطاب کیا اور جنرل سیکرٹری اقبال احمد غنچہ نے ایک قرارداد کے ذریعہ مولانا عبیداللہ احرار کی وفات پر اظہار افسوس کیا اور ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے دعائے مغفرت کی۔

شاہدرہ جمعیۃ علماء اسلام

جمعیۃ علماء اسلام شاہدرہ نے اپنے ایک اجلاس میں مولانا عبیداللہ احرار کی وفات پر اظہار رنج و غم کیا۔ مولانا کی وفات کو قومی المیہ قرار دیا گیا اور ان کی خدمات کو سراہا گیا۔ مرحوم کے لیے دعاء مغفرت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ضروری اعلان

صوبہ پنجاب کی تمام جماعتوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ نظام شریعت کانفرنس کے موقع پر زیادہ سے زیادہ رضاکار تیار کریں اور ان کی فہرست فوراً صوبائی دفتر کو ارسال کریں۔ ایک نقل ملتان جمعیۃ کے دفتر کی معرفت میرے نام ارسال کی جائے۔

خواجہ عبدالرؤف، سالار جمعیۃ پنجاب۔

اسلام آباد

۲۶ فروری ۷۵ء جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان، سینیٹر محمد زمان خان اچکزئی نے مورخہ ۱۵ فروری ۷۵ء کو سنٹرل گورنمنٹ پولی کلینک اسلام آباد میں دائیں آنکھ کا آپریشن کرایا۔ وہ صحت یاب ہونے کے بعد مورخہ ۲۵ فروری ۷۵ء کو کراچی تشریف لے گئے۔ کراچی میں چند دن قیام کرنے کے بعد وہ کوئٹہ چلے جائیں گے۔

توجہ فرمائیے

مورخہ ۱۶ مارچ بروز اتوار جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفرگڑھ کا ضلعی اجلاس بمقام جامعہ مدنیہ ڈی۔جی۔خان روڈ مظفرگڑھ میں منعقد ہو رہا ہے جس میں ۲۱-۲۲-۲۳ مارچ منعقدہ لاہور نظام شریعت کانفرنس کے متعلق تمام جماعتیں اپنی اپنی تعداد سے آگاہ فرما دیں گی۔ ضلع بھر کے تمام جماعتی نمائندے اس میٹنگ میں لازمی شرکت فرمائیں۔

ناظمین کراچی

حلقہ نمبر ۱۵ اکیاڑی کھاس منڈی

ناظم: مولانا اندر گل صاحب۔ معاون مولانا شبیر حسن صاحب۔ حلقہ نمبر ۱۶ کورنگی کے ایریا جناب محمد صدیق صاحب۔ حلقہ نمبر ۱۷ ریگیسر لین جناب حاجی عبدالکریم صاحب۔

فرقہ وارانہ منافرت

قائدِ جمعیۃ

مولانا مفتی محمود

نے کہا ہے کہ حکومت نے شیعہ سنّی نصاب کو علیحدہ کر کے دو فرقوں میں منافرت پیدا کی ہے۔ نصاب کی علیحدگی سے سکولوں کے بچے الگ الگ کلاسوں میں اٹھ اٹھ کر جائیں گے جس سے منافرت پیدا ہوگی اس کے نتیجہ میں جلسہ اور جلوسوں میں بھی تبرا ہوگا جس سے اہل سنت کے دل مجروح ہوں گے اور کشیدگی بڑھے گی۔ چکوال کی مدنی مسجد کے سامنے حکومت کی شہ پر شیعوں نے تبرا کیا جس سے سُنیوں کا اشتعال میں آنا لازمی امر تھا

مفتی صاحب نے خدام اہل سنت کے سربراہ قاضی مظہر حسین اور ان کے ساتھیوں کی گرفتاری کی مذمت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ قاضی صاحب اور ان کے ساتھیوں کو فوراً رہا کر کے اس منافرت کو وسیع ہونے سے بچاتے۔ اسی میں ملک و قوم کا مفاد ہے۔